بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 49

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

● 02 جمادی الثانی 1446 ہجری قمری ● 05 /فتح 1403 ہجری شمسی ● 05 دسمبر 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ

(سورۃ یونس،آیت 68)

ترجمہ : وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 نومبر 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو پانہیں سکتا

تمام انسان نمونہ کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہوتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

بیعت کے مغز کو اختیار کرو

یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف پوست ہے۔ مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے اور نہ سفیدی جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچہ کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو۔

اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہیے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذراسی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جاوے گا۔

اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو۔ ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں، موت کس وقت آجاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ مرنا ضرور ہے۔ پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے۔ وہ انسانیت کے اصل مقصد کو پا نہیں سکتا۔

انسان کی حقیقت

انسان اصل میں اُنسان سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے، دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں انس اس میں پیدا ہو جاویں اس وقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسانیت کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اُولُوا الۡاَلۡبَابِ کہلاتا ہے۔ جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعویٰ کرو اور دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اس کے نبی اور فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔

اسوۂ انبیاء علیہم السلام

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام انسان نمونہ کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ درختوں پر کلام الٰہی لکھا جاتا مگر اس نے جو پیغمبروں کو بھیجا اور ان کی معرفت کلامِ الٰہی نازل فرمایا اس میں سِرّ یہ تھا کہ تا انسان جلوۂ الوہیت کو دیکھے جو پیغمبروں میں ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔

پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں۔ پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے۔ صحابہؓ کرام نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا۔ پس یاد رکھو کہ اس زمانہ میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہؓ کرام میں پیدا ہوئی تھی۔ مریدوں، معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہوگا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل و دخل موجود ہے۔

شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طُولِ اَمل، رِیا اور تکبر کی طرف بلاتا ہے۔ اور دعوت کرتا ہے۔ اس کے بالمقابل اخلاقِ فاضلہ، صبر، محویت، فنا فی اللہ، اخلاص، ایمان، فلاح یہ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ہیں۔ انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے۔ پھر جس کی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اس میں رکھا ہوا ہے۔ وہ شیطان کی ہزاروں دعوتوں اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید سعادت اور سلامت روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی ہی طرف دوڑتا ہے اور خدا ہی میں اپنی راحت، تسلی اور اطمینان کو پاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 53، ایڈیشن 2018، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کھیتی یا درخت سے پرندوں کے کھانے کا ثواب

(2320) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان بھی کوئی پودہ لگاتا ہے یا کھیتی بوتا ہے اور پھر اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا چوپایہ کھاتا ہے تو یہ (کھیتی اور درخت) اس کیلئے ثواب کا موجب بن جائے گا۔

حفاظت یا نگرانی کی خاطر کتا پالنے کی اجازت

(2322) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کتا رکھا تو اسکے اعمال سے ہر روز ایک قیراط کم ہو جائے گا، سوائے اس کتے کے جو کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کی غرض سے رکھا جائے۔

(2323) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایسا کتا رکھا جو نہ اس کو کھیتی میں فائدہ دیتا ہو اور نہ بکریوں کی حفاظت میں تو ہر روز اسکے ثواب اعمال سے ایک قیراط کم ہو جائے گا۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الحرث والمزارعۃ مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 15 /نومبر 2024 (مکمل متن)

حضور انور کا افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

طالبات لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش کی حضور انور سے ملاقات

نماز جنازہ حاضر و غائب، اعلانات، وصایا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جب بھی خدا تعالیٰ کا کوئی نبی دنیا میں آیا اور اس نے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا
لوگوں نے اُس کی مخالفت شروع کر دی اور اُسے سخت سے سخت اذیتیں پہنچائیں
مگر آخر دنیا کو وہی تعلیم ماننی پڑی جو خدا تعالیٰ کے انبیاء کی طرف سے پیش کی گئی تھی اور انہیں اپنی شکست تسلیم کرنی پڑی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 73 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جو لوگ شرارتی ہوتے ہیں حق بات سُن کر اُن کو غصہ آجاتا ہے اور وہ مومنوں پر حملہ کرنے لگ جاتے ہیں اور ہر قسم کا دباؤ ڈال کر انہیں تبلیغ سے روکنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ حق بات کو ماننا خود ان کے فائدہ کا موجب ہے۔ اور اگر وہ اسے نہیں مانیں گے تو دُکھ پائیں گے۔ وہ صرف جوش میں فتنہ و فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور مومنوں کو دکھ دینا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو بانی سلسلہ احمدیہ نے جب یہ دعویٰ پیش کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے تمام انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں تو کس طرح سارے ہندوستان میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ایک آگ لگ گئی اور مخالفت کا ایک طوفان اُمڈ آیا۔ علماء اپنے بستے کھول کر بیٹھ گئے اور لکھتے لکھتے اُن کی قلمیں گھس گئیں۔ اور تقریریں کرتے کرتے اُن کی زبانوں پر آبلے پڑ گئے۔ انہوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کو

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو روزانہ قرآن کریم پڑھنا چاہیے اور تلاوت کرتے ہوئے آپ کو ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پڑھنا چاہیے
پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ قرآن کریم میں کیا پڑھ رہی ہیں

آپ اگر زوآلوجی پڑھ رہی ہیں تو آپ کو قرآن کریم کی وہ آیات تلاش کرنی چاہئیں جن کا تعلق سائنس، انسان کے وجود اور زمین پر زندگی سے ہو
پھر آپ ان آیات کو اپنے مضمون کے ساتھ جوڑ سکتی ہیں اس کے لیے اگر آپ اردو نہیں پڑھ سکتیں تو انگریزی زبان میں پانچ جلدوں پر مشتمل تفسیر پڑھ سکتی ہیں

اگر آپ کے خاوند اجازت نہیں دیتے اور آپ کا بیرون ملک جانا آپ کی گھریلو زندگی کو disturb کرتا ہے تو بہتر یہی ہے کہ بنگلہ دیش میں رہ کر اپنی تعلیم مکمل کریں
عورتوں کی پہلی ترجیح ان کا گھر ہوتا ہے

اگر اچھا رشتہ مل جائے تو جلدی شادی کر لینی چاہیے اور اگر پڑھائی کی اجازت کو زیادہ پکا کرنا ہے تو لڑکے سے یا خاندان سے یہ bond لکھوالیں کہ
شادی کے بعد پڑھائی کروں گی، اگر اُس پڑھائی سے انسانیت کو کوئی benefit ہے، اگر simple پڑھائی کر کے ٹیچر بن جانا ہے تو وہ تو کرنے کی ضرورت نہیں

یاد رکھیں کہ اگر خاوند واقف زندگی ہے، مبلغ اور مربی ہے تو اس کے ساتھ مربی اور مبلغ کی بیوی کو بھی دینی علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے
اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ بچوں کی صحیح تربیت بھی ہو اور ان کے لیے دعا بھی ہو،
پھر قرآن شریف باقاعدہ پڑھنا چاہیے، اس کا ترجمہ پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے

اگر آپ ٹیچر بنیں تو یہ جماعت کے لیے بہت مفید ہوگا، اگر آپ ایک مسلمان عورت کا حقیقی نمونہ دکھانے والی ہوں گی
تو اس ذریعہ سے پھر تبلیغ کے نئے راستے کھلیں گے اور جماعت کا تعارف بھی مزید بڑھے گا

طبی پیشہ میں پہلے انسان کی جان بچانا ضروری ہے نہ کہ رسمی کارروائیاں، رسمی کارروائیاں تو بعد میں بھی کی جا سکتی ہیں
یہی اخلاقیات ہیں اور یہی ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ طالبات لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مورخہ ۲۶ رفروری ۲۰۲۳ء کو لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش کی کالجز اور یونیورسٹی کی طالبات کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِانور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ بخشی بازار ڈھاکہ کی مسجد دار التبلیغ سے طالبات نے آن لائن شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد حدیث مع انگریزی ترجمہ پیش کی گئی۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس اردو اور انگریزی زبان میں پیش کیا گیا۔

حضور انور کے استفسار پر سیکرٹری صاحبہ امور طالبات نے بتایا کہ یونیورسٹی اور کالجز میں زیر تعلیم ۱۲۲ رطالبات اس ملاقات میں شامل ہیں۔

بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔

اس کے بعد شاملین ملاقات کو مختلف امور پر حضور انور سے سوالات کرنے کا موقع ملا۔

زوآلوجی میں بیچلرز آف سائنس کرنے والی ایک طالبہ نے سوال کیا کہ ایک طالبہ اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کا کیسے مطالعہ کرسکتی ہے اور ہم قرآن کریم اور سائنس کو ایک دوسرے کے ساتھ رکھتے ہوئے کیسے تحقیق کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو روزانہ قرآن کریم پڑھنا چاہیے اور تلاوت کرتے ہوئے آپ کو ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پڑھنا چاہیے۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ قرآن کریم میں کیا پڑھ رہی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ اگر زوآلوجی پڑھ رہی ہیں تو آپ کو قرآن کریم کی وہ آیات تلاش کرنی چاہئیں جن کا تعلق سائنس، انسان کے وجود اور زمین پر زندگی سے ہو۔ پھر آپ ان کا مطالعہ کرسکتی ہیں اور ان آیات کو اپنے مضمون کے ساتھ جوڑ سکتی ہیں اور اس طرح آپ کو قرآن کریم سے اپنے مضمون کے متعلق مزید آگاہی حاصل ہوسکتی ہے۔ آپ کو اس کے لیے کچھ وقت دینا پڑے گا۔ اس بارے میں تفاسیر پڑھیں۔ اگر آپ اردو نہیں پڑھ سکتیں تو انگریزی زبان میں پانچ جلدوں پر مشتمل کسی حد تک تفسیر ہے۔ تو آپ قرآن کریم کی پانچ جلدوں پر مشتمل تفسیر پڑھ سکتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی مضامین اور خطبات اور خطابات ہیں جن کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آپ وہ بھی پڑھ سکتی ہیں۔ پھر آپ کو خلفاء کے خطبات اور ان کی تقاریر بھی سننی چاہئیں۔ ان میں بھی آپ کو اپنے مضمون کے متعلق معلومات مل سکتی ہیں۔

ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کسی مقصد کے حصول پر مستقل توجہ مرکوز رکھنا کس طرح ممکن ہے نیز یہ کہ کیا یہ عقلمندی ہے کہ انسان اپنے اصل مقصد کے حصول میں ناکامی کے خطرے سے متبادل انتظام سوچ رکھے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو اپنی ترجیحات بالترتیب اپنے سامنے رکھنی چاہئیں کہ یہ مضمون مجھے زیادہ پسند ہے۔ اگر اس میں داخلہ مل گیا تو بہت اچھا ہے ورنہ اس کے بعد یہ option ہے۔ آپ کے سامنے مختلف options ہونی چاہئیں۔

حضور انور نے اس طالبہ سے استفسار فرمایا کہ وہ اپنی پڑھائی سے مزید کیا حاصل کرنا چاہتی ہیں کیونکہ وہ پہلے سے ہی فنانس پڑھ رہی ہیں؟ اس پر اس طالبہ نے جواب دیا کہ وہ اپنی پڑھائی سے کلی طور پر مطمئن نہیں۔ حضور انور کے استفسار فرمانے پر انہوں نے مزید بتایا کہ وہ ابتدائی طور پر سرکاری نوکری کرنا چاہتی تھیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ماسٹرز کی ڈگری مکمل کرنے سے ہی وہ public service exam میں بیٹھ سکیں گی اور اعلیٰ سرکاری نوکری مل سکے گی ورنہ صرف کلرک کے طور پر نوکری ملے گی، افسر نہیں بن سکیں گی۔ لہٰذا افسر کا گریڈ حاصل کرنے کے لیے محنت کرنی پڑے گی اور پہلے بیچلرز اور بعد میں ماسٹرز کی ڈگری مکمل کرنی پڑے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ دو یا تین options رکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ انسان کے پاس اس صورت میں متبادل انتظام ہوتا ہے اگر پہلا option کسی وجہ سے کامیاب نہ ہو۔ لیکن انسان کو بہرحال ایک سمت میں اپنی توجہ مرکوز رکھنی چاہیے کیونکہ بسا اوقات زیادہ options بھی ایک چیز پر توجہ مرکوز رکھنے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ ہم اکثر بذریعہ خط مختلف امور پر حضور کے قیمتی اور قابل قدر نصائح، رائے اور فیصلہ جات دریافت کرتے ہیں لیکن ہمیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے اگر ہمارے خط کا جواب جس میں حضور کے قیمتی نصائح درج ہوں معین یا مقررہ وقت میں نہ ملیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایسی صورت میں آپ کو وہ کام کرنا چاہیے جو آپ کو ٹھیک اور مناسب لگے۔ اگر کسی معین مضمون میں داخلہ لینے کا معاملہ ہو اور آپ خط میں یہ دریافت کر رہی ہوں کہ کیا مجھے فلاں مضمون میں داخلہ لینا چاہیے یا نہیں؟ یا کیا مجھے اپنے بیچلرز یا ماسٹرز میں فلاں فلاں مضامین اپنے کورس کے طور پر لینے چاہئیں یا نہیں؟ اور آپ کو ایسے خط کا جواب بروقت نہ موصول ہو پھر آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی مرضی سے اپنا فیصلہ خود کرلیں اور داخلہ کروالیں بجائے اس

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

”اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو بغیر مقابلہ کے مکہ میں داخل ہو سکتے تھے
لیکن چونکہ آپؐ یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ پہلے آپؐ یہی کوشش کریں گے کہ مکہ والوں کی اجازت کے ساتھ طواف کریں اور اسی صورت میں مقابلہ کریں گے
کہ مکہ والے خود لڑائی شروع کر کے لڑنے پر مجبور کریں۔
اس لیے باوجود مکہ کی سڑک کے کھلا ہونے کے آپؐ نے حدیبیہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔“ (حضرت مصلح موعودؓ)

حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور قریش کے مابین معاہدہ ہوا تھا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔
روایت میں اسے غزوۂ حدیبیہ بھی کہا گیا ہے

”دورانِ سفر......ایک وقت ایسا آیا تھا کہ سوائے اس لوٹے کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر استعمال تھا ہر برتن پانی سے خالی ہو گیا تھا۔
اس موقع پر آپؐ نے صحابہؓ کی طرف سے پانی کی شکایت ہونے پر اپنے لوٹے کے منہ پر اپنا دست مبارک رکھا اور لوٹے کے منہ کو جھکاتے ہوئے صحابہؓ سے فرمایا
کہ اب اپنے برتن لاؤ اور بھر لو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت آپؐ کی انگلیوں کے اندر سے پانی اس طرح پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہا تھا
کہ گویا ایک چشمہ جاری ہے۔ حتی کہ سب نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے لیا اور مسلمانوں کی تکلیف جاتی رہی۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض نے تو یہ صبح حقیقی ایمان کی حالت میں کی ہے مگر بعض کفر کی حالت میں پڑ کر ڈگمگا گئے۔
کیونکہ جس بندے نے تو یہ کہا کہ ہم پر خدا کے فضل و رحم سے بارش ہوئی ہے وہ تو ایمان کی حقیقت پر قائم رہا
مگر جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کے اثر کے ماتحت ہوئی ہے تو وہ بیشک چاند سورج کا تو مومن ہو گیا لیکن خدا کا اس نے کفر کیا

غزوۂ حدیبیہ کے پس منظر نیز حالات و واقعات کا بیان

عزیزم شہریار رکین شہید ولد مکرم محمد عبد الوہاب صاحب آف بنگلہ دیش اور مکرم عبد اللہ اسعد عودہ صاحب آف کبابیر کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 نومبر 2024ء بمطابق 15 نبوت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آج صلح حدیبیہ کے حوالے سے ذکر شروع کروں گا۔ صلح حدیبیہ ذوالقعدہ چھ ہجری بمطابق مارچ 628ء کو ہوئی۔ اس کو غزوۂ حدیبیہ بھی کہا جاتا ہے۔ غزوہ حدیبیہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورت سورۃ الفتح نازل فرمائی۔ اس کا آغاز ان آیات مبارکہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۲﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۳﴾ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۴﴾ (الفتح آیات 2 تا 4)

یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے تاکہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش کو بخش دے اور تجھ پر اپنی نعمت کو کمال تک پہنچائے اور صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور اللہ تیری وہ نصرت کرے جو عزت اور غلبہ والی نصرت ہو۔

غزوہ حدیبیہ کو کیوں غزوہ حدیبیہ کہا جاتا ہے اور اس کا کیا تعارف ہے؟ یہ مختصر بیان کرتا ہوں۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام تھا جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام حدیبیہ پڑ گیا۔ آغازِ اسلام کے وقت یہ کنواں مسافروں اور حاجیوں کے کام آتا تھا لیکن کوئی آبادی نہیں تھی۔ حدیبیہ مکہ سے ایک مرحلے یعنی نو میل کے فاصلے پر واقع ہے اور مکہ سے مدینہ کا فاصلہ دو سو پچاس میل کے قریب ہے۔ اس طرح مدینہ سے حدیبیہ تک کا فاصلہ تقریباً دو سو اکتالیس میل بنتا ہے۔ حدیبیہ حرمِ مکہ کی مغربی حد ہے اور بعض کے نزدیک اس کا اکثر حصہ حرم میں داخل ہے اور کچھ حصہ حرم سے باہر ہے۔ یہیں، حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور قریش کے مابین معاہدہ ہوا تھا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ روایت میں اسے غزوۂ حدیبیہ بھی کہا گیا ہے۔

ایک روایت میں اسے غزوۂ تِہَامَہ بھی کہا گیا ہے۔ مکہ اور اس کے اردگرد کے علاقے کو شدید گرمی اور لُو کی وجہ سے تِہَامَہ کہتے تھے اس لحاظ سے اس کا نام تِہَامَہ بھی پڑ گیا۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 70 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (اٹلس سیرت نبویؐ صفحہ 326) (فرہنگ سیرت صفحہ 100 زوار اکیڈمی کراچی) (الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ جلد 15 صفحہ 59 المرکز الاسلامی للدراسات) (انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی ﷺ صفحہ 188 زم زم پبلشرز) (المعجم الاوسط جلد 2 صفحہ 356 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 87 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس کی وجہ کیا تھی۔ روایات اور تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب کی بنا پر سفرِ حدیبیہ اختیار کیا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپؐ اپنے صحابہ کے ساتھ امن کی حالت میں اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بالوں کو کترواتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے ہیں اور اس کی چابی لے لی ہے اور میدانِ عرفات میں وقوف کرنے والوں کے ساتھ وقوف کیا۔ آپؐ وہاں ٹھہرے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ عرب اور اردگرد کے بادیہ نشین لوگوں کو بلایا تاکہ یہ سب لوگ آپؐ کے ساتھ نکلیں۔ اس سفر میں مسلمانوں کے پاس سوائے تلواروں کے کوئی اسلحہ نہیں تھا جو نیاموں میں تھیں، وہ بھی نیاموں میں تھیں تلواریں۔ تلوار اس زمانے میں گھر سے نکلتے وقت ہر شخص اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس لیے اس کو یہ نہیں سمجھا جاتا تھا کہ جس کے پاس تلوار ہے وہ ضرور جنگ کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپؐ کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے مسلمانوں کے لیے خطرہ ہے تو آپؐ نے جنگ کے لیے ساز و سامان ساتھ کیوں نہیں لیا۔ آپؐ نے فرمایا: چونکہ میں عمرے کی نیت سے جا رہا ہوں اس لیے نہیں چاہتا کہ اپنے ساتھ ہتھیار لے کر چلوں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواب کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح بیان کیا ہے کہ ”آپؐ نے اس خواب کو دیکھنے کے بعد اپنے صحابہ سے تحریک فرمائی کہ وہ عمرہ

کے واسطے تیاری کرلیں۔عمرہ گویا ایک چھوٹی قسم کا حج تھا جس میں حج کے بعض مناسک کو ترک کرکے صرف بیت اللہ کے طواف اور قربانی پر اکتفا کی جاتی تھی۔’’جس میں مناسک کو ترک کرکے صرف بیت اللہ کے طواف اور قربانی کی جاتی ہے۔‘‘اور بخلاف حج کے اس کے لیے سال کا کوئی خاص حصہ بھی معین نہیں تھا بلکہ یہ عبادت ہر موسم میں ادا کی جاسکتی ہے۔اس موقع پر آپؐ نے صحابہ میں یہ بھی اعلان فرمایا کہ چونکہ اس سفر میں کسی قسم کا جنگی مقابلہ مقصود نہیں ہے بلکہ محض ایک پُرامن دینی عبادت کا بجالانا مقصود ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سفر میں اپنے ہتھیار ساتھ نہ لیں بلکہ عرب کے دستور کے مطابق صرف اپنی تلواروں کو نیاموں کے اندر بند کرکے مسافرانہ طریق پر اپنے ساتھ رکھا جا سکتا ہے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 749)

غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہؓ تھے۔ایک روایت میں ہے ایک ہزار تین سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ہزار چار سو تھے۔الغرض سترہ سو تک تعداد کی روایت بھی بیان کی جاتی ہے یعنی ایک ہزار سے لے کر سترہ سو تک مختلف روایتیں ہیں۔ (بخاری کتاب المناسک باب من اشعر و قلد بذی الحلیفة ...... الخ حدیث:1694) (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ حدیث:4155،4154،4152) (فتح الباری جلد7 صفحہ 559 قدیمی کتب خانہ)

جب روانگی کا وقت آیا تو قربانی کے جانور حضرت ناجِیَہ بن جُنْدُبْ اَسْلَمِیؓ کے سپرد کر دیے گئے جو انہیں ذوالحلیفہ لے گئے۔ذوالحلیفہ بھی مدینہ سے چھ یا سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے۔سفر پر نکلنے پر مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قائمقام یا امیر مقامی مقرر کیا کرتے تھے۔اس سفر پر نکلنے سے پہلے آپ نے ابن سعد کی روایت کے مطابق مدینہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کو نائب مقرر کیا۔جبکہ ابن ہشام کی روایت ہے کہ حضرت نُمَیلَہ بن عبداللہؓ کو نائب مقرر کیا گیا اور بَلاذُری نے حضرت اَبُو رُھْم کُلْثُوم بن حُصَین کا ذکر کیا ہے اور بعض کے نزدیک حضرت ابن امّ مکتوم کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور باقی سب کو نائب مقرر کیا۔مختلف روایتیں ہیں۔

(سبل الھدیٰ جلد5 صفحہ 33 دارالکتب العلمیة) (فرہنگ سیرت صفحہ 105)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی سفر کے لیے تیاری اور روانگی کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان کرنے کے بعد اپنے گھر میں داخل ہوئے اور غسل کیا اور صُحَارْ کے بنے ہوئے دو کپڑے پہنے۔صُحار یمن میں ایک بستی ہے اور اس کے کپڑے اچھے ہوتے تھے۔اور پھر اپنے دروازے کے پاس آپؐ باہر آئے اور اپنے دروازے کے پاس اپنی اونٹنی قَصوَاء پر سوار ہوئے۔اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سَلَمہؓ آپؐ کے ساتھ تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ کے شروع میں پیر کے دن روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں ظہر کی نماز ادا کی۔پھر قربانی کے جانور منگوائے جن کی تعداد ستّر تھی۔ان کو گانیاں یعنی ہار پہنائے۔پھر آپؐ نے کچھ اونٹوں کو اِشعار کیا یعنی ان کی کوہان کو نشان لگایا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ قربانی کے اونٹ ہیں۔پھر آپؐ نے حضرت ناجِیَہ بن جُنْدُبؓ کو حکم دیا تو انہوں نے باقی جانوروں کا اِشعار کیا، ان پہ بھی نشان لگائے گئے اور ان کو ہار پہنا دیے۔باقی مسلمانوں نے بھی اپنے جانوروں کو ہار پہنائے اور اِشعار کیا۔مسلمانوں کے پاس اس سفر میں دو سو گھوڑے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے بارے میں تفصیل اس طرح ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ذوالحلیفہ کی مسجد کے دروازے سے سوار ہوئے۔آپؐ نے عمرہ کا احرام باندھا تا کہ لوگ جان لیں کہ آپ بیت اللہ کی زیارت اور اس کی تعظیم کے لیے نکلے ہیں۔پھر آپؐ نے یہ تلبیہ پڑھا۔

لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ۔

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔

سب تعریف اور نعمت تیری ہے اور بادشاہی تیری ہے۔تیرا کوئی شریک نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حالات کا علم حاصل کرنے کے لیے کہ آیا وہ کسی شرارت کا ارادہ تو نہیں رکھتے ایک خبر رساں حضرت بُسر بن سفیانؓ کو آگے بھیجا اور مزید احتیاط کے طور پر آپؐ نے حضرت عَبَّاد بن بِشرؓ کو اور ایک روایت کے مطابق حضرت سَعْد بن زَید اَشْھَلِی کو بیس گھڑسواروں پر امیر بنا کر آگے بھیجا۔ (سبل الھدیٰ جلد5 صفحہ 33-34، 80 دارالکتب العلمیة بیروت)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران:103)

اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اُس کے تقویٰ کا حق ہے

طالب دعا : بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

مختلف مقامات پر پڑاؤ کرتے ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رَوْحَاء مقام پر پہنچے جو مدینہ سے تہتر کلومیٹر کے فاصلے پر ہے تو آپ کو خبر ملی کہ بحیرۂ اَحمر کے ساتھ ساحل پر واقع وادی غَیقَہ میں کچھ مشرکین ہیں اور ان کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے۔تو آپؐ نے حضرت ابو قَتَادہ انصاریؓ کو جنہوں نے عمرے کا احرام نہیں باندھا تھا صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔

(فتح الباری جلد4 صفحہ 28 قدیمی کتب خانہ) (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد8 صفحہ 50 دارالسلام)

اس سفر میں بعض معجزات کا بھی ذکر ہے۔سفر کے دوران ایک جگہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے جبکہ آپؐ کے سامنے ایک پانی کا برتن تھا اور آپؐ اس سے وضو کر رہے تھے۔آپؐ نے پوچھا کیا بات ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپؐ کے پاس اس برتن میں جو پانی ہے اس کے علاوہ ہم میں سے کسی کے پاس نہ پینے کو پانی ہے اور نہ وضو کرنے کے لیے پانی ہے۔یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا۔اسی وقت آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے اس طرح پانی کے فوارے پھوٹنے لگے جیسے پانی کے چشمے پھوٹ آئے ہوں۔حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔اگر ہم تعداد میں ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا جبکہ اس وقت ہماری تعداد صرف پندرہ سو تھی۔ (سیرت الحلبیہ جلد3 صفحہ 14 دارالکتب العلمیة بیروت)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس واقعہ کو تاریخ کی کتابوں سے لے کر اس طرح بیان کیا ہے کہ

’’دورانِ سفر...... ایک وقت ایسا آیا تھا کہ سوائے اس لوٹے کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر استعمال تھا ہر برتن پانی سے خالی ہو گیا تھا۔اس موقع پر آپؐ نے صحابہؓ کی طرف سے پانی کی شکایت ہونے پر اپنے لوٹے کے منہ پر اپنا دست مبارک رکھا اور لوٹے کے منہ کو جھکاتے ہوئے صحابہ سے فرمایا کہ اب اپنے اپنے برتن لاؤ اور بھر لو۔راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت آپؐ کی انگلیوں کے اندر سے پانی اس طرح پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہا تھا کہ گویا ایک چشمہ جاری ہے۔حتیٰ کہ سب نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے لیا اور مسلمانوں کی تکلیف جاتی رہی۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 751)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے، اس واقعہ کو آپؑ فرماتے ہیں’’درجہ لقاء میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں ...... بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد5 صفحہ 65-66)

ان باتوں کا یہ ذکر آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی اطلاع پر قریش کا لشکر تیار کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہؓ سے مشورہ کرنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔قریش نے اس بات کا علم ہوتے ہوئے کہ مسلمان جنگ کے لیے نہیں بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے آرہے ہیں، مسلمانوں کو مکہ سے روکنے کا فیصلہ کیا اور ہر وہ شخص جو تلوار اٹھا سکتا تھا مسلمانوں کو روکنے کے لیے نکل آیا۔باوجود اس کے ان کو پتہ تھا کہ جنگ کے لیے نہیں آرہے اور اپنے حلیفوں کو ساتھ ملا کر آٹھ ہزار کا لشکر تیار کر کے مکہ کے مغربی جانب ایک وادی بَلدَح میں پڑاؤ ڈال لیا اور خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا راستہ روکنے کے لیے عُسفان سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک وادی کُرَاعُ الغَمِیم بھیج دیا۔ (ماخوذ از صلح حدیبیہ از باشمیل صفحہ 114 تا 119 نفیس اکیڈمی) (فرہنگ سیرت صفحہ 61، 243)

حضرت مِسْوَرْ بن مَخْرَمہ اور مَرْوَان بن حَکَم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عُسفان کے قریب اَشْطَاطْ کے تالاب پر پہنچے تو آپؐ کا سراغ رساں آپؐ کے پاس آیا۔اس نے کہا کہ قریش نے آپؐ کے لیے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور آپ کے لیے متفرق قبیلوں کو جمع کیا ہے اور وہ آپؐ سے لڑنے والے ہیں اور آپؐ کو بیت اللہ سے روکنے والے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔کیا تم سمجھتے ہو کہ جو لوگ ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں میں ان کے اہل و عیال اور بال بچوں سب پر چڑھائی کروں اور اگر وہ ہماری طرف آئیں تو ہم انہیں شکست خوردہ چھوڑ دیں۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ بیت اللہ کا عزم کر کے نکلے تھے، آپؐ نے کسی کو مارنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ کسی سے لڑنے کا۔اس لیے

آپؐ اسی گھر کی طرف چلیں۔جس نے ہم کو اس سے روکا ہم اس سے لڑیں گے۔(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ حدیث:4178-4179)

یعنی کہ ہمیں تو اپنا کام کرتے رہنا چاہیے۔سفر جاری رکھنا چاہیے۔حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی اس بات سے اتفاق کیا۔حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت مِقْدَادؓ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپؐ سے وہ بات نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے اپنے نبی موسیٰ سے کہی تھی کہ تُو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔یارسول اللہ! آپؐ جائیں۔آپؐ اور آپؐ کا ربّ قِتَال کریں ہم بھی آپؐ کے ساتھ قتال کریں گے۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 37 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انداز میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’مکہ والوں کو پتہ لگ گیا۔وہ لشکر لے کر آ گئے اور انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تم کو یہاں آنے کی کِس نے اجازت دی ہے؟ انہوں نے کہا ہم لڑنے کے لیے تو نہیں آئے۔صرف اِس لیے آئے ہیں کہ عمرہ کر لیں۔یہ مقام تمہارے نزدیک بھی برکت والا ہے اور ہمارے نزدیک بھی۔ہم اس کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔لڑائی کے لیے نہیں آئے۔انہوں نے کہا طواف کا سوال نہیں۔‘‘ کافروں نے انکار کر دیا۔’’ہماری تمہاری لڑائی ہے۔اگر تم مکہ آئے اور طواف کر گئے تو تمام عرب میں ہماری ناک کٹ جائے گی کہ تمہارا دشمن آ کر تمہارے گھر میں طواف کر گیا ہے۔ہم ساری دنیائے عرب کو اجازت دے سکتے ہیں مگر تم کو نہیں دے سکتے۔‘‘ (سیر روحانی (7)۔انوار العلوم جلد 24 صفحہ 247)

جیسا کہ بیان ہوا ہے خالد بن ولید دوسو کے لشکر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کو روکنے کے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آگے آئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید سے ہٹ کے، اس کے رستے سے ہٹ کے دوسرے رستے سے حدیبیہ پہنچ گئے جس کی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’جب آپؐ چند روز کے سفر کے بعد عُسفان کے قریب پہنچے جو مکہ سے قریباً دو منزل کے رستہ پر واقع ہے تو آپؐ کے خبر رساں نے واپس آ کر آپؐ کی خدمت میں اطلاع دی کہ قریش مکہ بہت جوش میں ہیں اور آپ کو روکنے کا پختہ عزم کئے ہوئے ہیں۔حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے اپنے جوش اور وحشت کے اظہار کے لیے چیتوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں اور جنگ کا پختہ عزم کر کے بہرصورت مسلمانوں کو روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔یہ بھی معلوم ہوا کہ قریش نے اپنے چند جانباز سواروں کا ایک دستہ خالد بن ولید کی کمان میں جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے آگے بھجوا دیا ہے۔اور یہ کہ یہ دستہ اس وقت مسلمانوں کے قریب پہنچا ہوا ہے اور اس دستہ میں عکرمہ بن ابوجہل بھی شامل ہے وغیرہ وغیرہ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو تصادم سے بچنے کی غرض سے صحابہؓ کو حکم دیا کہ مکہ کے معروف رستہ کو چھوڑ کر دائیں جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھیں۔چنانچہ مسلمان ایک دشوار گزار اور کٹھن رستہ پر پڑ کر سمندر کی جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہوئے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 750) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کیا کہ ان سے لڑائی ہو کیونکہ آپؐ لڑائی کے لیے نہیں بلکہ عمرے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔

بہرحال آپؐ وہاں سے نکل گئے اور اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔خالد بن ولید کو مسلمانوں کے رستہ بدل کر نکل جانے کا احساس تک نہ ہوا۔یہاں تک کہ جب خالد بن ولید نے اسلامی لشکر کے غبار کو دیکھا تو دوڑے تا کہ قریش کو خبردار کریں۔(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 38 دارالکتب العلمیۃ بیروت)(صلح حدیبیہ از باشمیل صفحہ 125 نفیس اکیڈمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیبیہ میں نزول کے بارے میں روایت میں آتا ہے۔حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہؓ اور مروان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے زمانے میں تشریف لے گئے یہاں تک کہ جب آپؐ اس گھاٹی میں پہنچے جہاں سے ان قریش پر اترا جاتا ہے، آپؐ کی اونٹنی آپ کو لیے ہوئے بیٹھ گئی۔لوگوں نے اسے اٹھانے کے لیے آوازیں لگائیں مگر وہ اسی طرح رہی۔لوگوں نے کہا **قَصوَاء** اڑ گئی ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **قَصوَاء** اڑی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے بلکہ ہاتھیوں کو روکنے والی پاک ذات یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قریش جو بات بھی مانگیں گے جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم چاہتے ہوں میں ان کو وہ ضرور دوں گا۔پھر آپؐ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ کھڑی ہو گئی۔انہوں نے کہا جو بھی قریش مطالبہ کریں گے سوائے اللہ تعالیٰ کی حرمت پہ حرف نہ آتا ہو تو میں ان کی جو بھی ڈیمانڈز ہیں، پوری کروں گا۔بہرحال اونٹنی کو دوبارہ آپؐ نے چلایا تو وہ کھڑی ہو گئی۔آپ مکہ والوں کی طرف سے ہٹ گئے یہاں تک کہ حدیبیہ کے پرلے کنارے پر ایک تھوڑے پانی والے حوض پر پڑاؤ کیا۔یہ بخاری کی روایت ہے۔(بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد حدیث 2731-2732)

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’یہاں آپ کی اونٹنی کھڑی ہو گئی اور اس نے آگے چلنے سے انکار کر دیا۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی اونٹنی تھک گئی ہے آپ اس کی جگہ دوسری اونٹنی پر بیٹھ جائیں۔مگر آپؐ نے فرمایا۔نہیں نہیں یہ تھکی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں ٹھہر جائیں اور میں یہیں ٹھہر کر مکہ والوں سے ہر طریقہ سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں حج کی اجازت دے دیں اور خواہ کوئی شرط بھی وہ کریں میں اسے منظور کر لوں گا۔اس وقت تک مکہ کی فوج مکہ سے دُور فاصلہ پر کھڑی تھی اور مسلمانوں کا انتظار کر رہی تھی۔

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو بغیر مقابلہ کے مکہ میں داخل ہو سکتے تھے لیکن چونکہ آپؐ یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ پہلے آپؐ یہی کوشش کریں گے کہ مکہ والوں کی اجازت کے ساتھ طواف کریں اور اسی صورت میں مقابلہ کریں گے کہ مکہ والے خود لڑائی شروع کر کے لڑنے پر مجبور کریں۔اس لیے باوجود مکہ کی سڑک کے کھلا ہونے کے آپؐ نے حدیبیہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔‘‘(دیباچہ تفسیر القرآن۔انوار العلوم جلد 20 صفحہ 306-307)

بخاری میں روایت ہے کہ حدیبیہ میں مسلمانوں نے جس تھوڑے پانی والے حوض پر پڑاؤ کیا تھا لوگ اس سے تھوڑا تھوڑا پانی لینے لگ گئے۔ابھی لوگوں کو دیر نہیں ہوئی تھی کہ انہوں نے اس کا پانی نکال کر ختم بھی کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی۔(بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد حدیث 2731-2732)

حضرت نَاجِیَہ بن اَعْجَمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کی قلت کی شدید شکایت کی گئی تو آپ نے مجھے بلایا اور اپنی ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور مجھے دیا۔پھر چشمے کا پانی ایک ڈول میں منگوایا۔میں اس کو لے کر آیا آپ نے وضو فرمایا اور کلی کر کے ڈول میں انڈیل دیا۔پھر آپؐ نے مجھے فرمایا کہ اس ڈول کو چشمے میں انڈیل دو جس کا پانی خشک ہو گیا ہے اور اس کے پانی میں تیر گاڑھ دو تو مَیں نے ایسا ہی کیا۔پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں بہت ہی مشکل سے باہر نکلا۔مجھے پانی نے ہر طرف سے گھیر لیا۔پانی ڈال کے، تیر گاڑھ کے میں وہاں کھڑا تھا کہ ایک دم کنویں میں پانی چڑھنا شروع ہو گیا اور پانی ایسے ابل رہا تھا جیسے دیگچی ابلتی ہے یہاں تک کہ پانی بلند ہوا اور کناروں تک برابر ہو گیا۔لوگ اس کے کنارے سے پانی بھرتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص نے بھی پیاس بجھالی۔(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 41 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس موقع پر ایک بارش کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے۔یہ بھی تاریخ کی کتابوں میں سے ہے کہ ’’اسی رات یا اس کے قریب بارش بھی ہو گئی۔چنانچہ جب صبح کی نماز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میدان پانی سے تر بتر تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مسکراتے ہوئے فرمایا۔’’کیا تم جانتے ہو کہ اس بارش کے موقع پر تمہارے خدا نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟‘‘ صحابہ نے حسبِ عادت عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا

’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض نے تو یہ صبح حقیقی ایمان کی حالت میں کی ہے مگر بعض کفر کی حالت میں پڑ کر ڈگمگا گئے۔کیونکہ جس بندے نے تو یہ کہا کہ ہم پر خدا کے فضل و رحم سے بارش ہوئی ہے وہ تو ایمان کی حقیقت پر قائم رہا مگر جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کے اثر کے ماتحت ہوئی ہے تو وہ بیشک چاند سورج کا تو مومن ہو گیا لیکن خدا کا اس نے کفر کیا۔‘‘

اس ارشاد سے جو توحید کی دولت سے معمور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو یہ سبق دیا کہ بےشک سلسلہ اسباب و علل کے ماتحت خدا نے اس کارخانہ عالم کو چلانے کے لیے مختلف قسم کے اسباب مقرر فرما رکھے ہیں اور بارشوں وغیرہ کے معاملہ میں اجرام سماوی کے اثر سے انکار نہیں مگر حقیقی توحید یہ ہے کہ باوجود درمیانی اسباب کے انسان کی نظر اس وراء الوراء ہستی کی طرف سے غافل نہ ہو۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ سے کبھی غافل نہ ہو۔اسباب تو اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی یہ اسباب بھی کام کرتے ہیں ’’جو ان سب اسباب کی پیدا کرنے والی اور اس کارخانہ عالم کی علت العلل ہے اور جس کے بغیر یہ ظاہری اسباب ایک مردہ کیڑے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 751 تا 752)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عَمرو بن سَالِم اور بُسر بن سُفیَان کے تحفے کا ذکر بھی ملتا ہے۔لکھا ہے کہ عَمرو بن سالم اور بُسر بن سفیان جو کہ خُزَاعہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکریاں اور اونٹنیاں تحفے میں دیں۔عَمرو بن سالم نے حضرت سعد بن عُبادہؓ کو بھی اونٹ تحفے میں دیا۔حضرت سعد عمروؓ کے دوست تھے۔حضرت سعد بن عُبادہؓ اس تحفے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ارشاد باری تعالیٰ

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران:134)

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم رحم کیے جاؤ

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

آئے اور خبر دی کہ عَمرو نے ان کے لیے یہ اونٹ بطور تحفہ دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرو نے ہمیں بھی تحفہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمرو کے مال میں برکت دے۔ پھر حکم دیا کہ اونٹوں کو ذبح کر کے ان کو صحابہ میں تقسیم کر دو اور بکریوں کو ان میں تقسیم کر دیا، ان کو ویسے دے دیا اور اس تقسیم میں اپنے آپ کو بھی آپؐ نے شامل کیا۔ پھر حضرت ام سَلمہؓ کے پاس اونٹنی کا گوشت بھیجا گیا جیسے دوسروں کے پاس بھیجا گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بکری میں سے کچھ گوشت بھی حضرت ام سَلمہؓ کو دیا اور جو شخص تحفہ لے کر آیا تھا اس کو کپڑا تحفے کے طور پر دینے کا حکم دیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 42 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور یہ سارا تحفہ جو آپؐ کو ملا تھا آپؐ نے وہ بھی ایک جگہ اکٹھا کر کے سب صحابہؓ میں تقسیم کیا۔

یہ ذکر تو چل رہا ہے۔ حدیبیہ کے حوالے سے تفصیل کچھ اَور بھی ہے۔ کس طرح ہوا؟ کیا ہوا؟ سب کچھ باقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

اس وقت میں کچھ مرحومین کا ذکر کروں گا اور نماز کے بعد جنازہ پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر تو ہے عزیزم شہریار رکین کا جو جناب محمد عبد الوہاب صاحب بنگلہ دیش کے بیٹے تھے۔

اس واقعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ 5/اگست کو حکومت کے معزول ہونے کے بعد بنگلہ دیش میں گذشتہ دنوں کافی فساد رہا ہے۔ جب حکومت معزول ہوگئی تو ملک میں انتشار پھیل گیا اور مخالفینِ احمدیت نے بھی اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے احمد نگر جماعت پر حملہ کر دیا۔ پہلے بھی یہاں حملہ ہو چکا ہے۔ مخالفین احمدیوں کے گھر جلاتے جا رہے تھے اور مسجد میں آگ لگا کر جامعہ اور جلسہ گاہ کی طرف آئے۔ وہ اگرچہ جامعہ میں گھسنے میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن جلسہ گاہ کے پیچھے کی طرف سے آ کر جلسے کی حفاظت کے لیے وہاں ڈیوٹی پر موجود خدام کو گھیر لیا اور ان پر وار کرتے رہے۔ اسی دوران عزیزم شہریار کے سر پر شدید چوٹ آئی۔ اس کی وجہ سے تین مہینوں کے علاج کے بعد آخر آٹھ نومبر کو سولہ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اور اس طرح یہ شہادت کا مقام پا گیا۔

عزیزم شہریار وقفِ نو کی تحریک میں شامل تھے۔ پسماندگان میں والدین اور دادا دادی کے علاوہ ایک بہن اور دو بھائی شامل ہیں۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا حضرت منشی سراج الاسلام صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے علامہ ظِلّ الرحمٰن صاحب کے ذریعہ خاندان کے اکثر افراد سمیت بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ مرحوم خود بھی جماعت کا کام کرنے والے تھے۔ اطفال الاحمدیہ احمد نگر کی مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری مال خدمت کر رہے تھے۔

ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ ان کا یہ بیٹا آغاز سے ہی نماز اور عبادت کا پابند اور جماعتی کاموں میں سب سے زیادہ دلچسپی لینے والا رہا ہے۔ بلکہ اگر اس کو پڑھائی کا واسطہ دے کر جماعتی کاموں میں بعد میں حصہ لینے کے لیے کہا جاتا تو ناراض ہو جاتا تھا۔ جب بھی احمد نگر میں کوئی اجتماع یا جلسے کا کوئی موقع ہوتا تو یہ سب سے آگے گھر سے نکل کر وہاں پہنچ جاتا۔ گھر کا چھوٹا بیٹا ہونے کے ناطے ماں کہتی ہیں میرا ہاتھ بھی بہت بٹاتا تھا۔ کچن اور پکائی کے کاموں میں بہت مدد کرتا تھا۔ یہ لڑکا بہت سوشل تھا کسی بھی اجنبی سے مل کر بہت جلد گھل مل جاتا تھا۔ والدہ کا کہنا ہے کہ یہ بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح جامعہ میں داخلے کی تیاری کر رہا تھا۔ والدہ صاحبہ نے یہ بھی لکھا کہ ان کو پہلے سے ہی ایسی خوابیں آئی تھیں جس سے عزیزم شہریار کی شہادت کے بارے میں پیش از وقت خبر دی گئی تھی۔

خدام الاحمدیہ احمد نگر کے قائد نجم الثاقب صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ قبل ازیں گذشتہ سال مارچ 2023ء کو جلسہ کے دوران ہونے والے حملوں کے نتیجہ میں انجینئر زاہد حسن صاحب شہید ہوئے تھے اور میں نے یہاں ان کا جنازہ غائب پڑھایا تھا۔ خطبہ میں ان کا ذکر بھی کیا تھا تو کہتے ہیں کہ ہم سب ڈیوٹی پر ناشتہ کرتے ہوئے خطبہ سن رہے تھے تو اس موقع پر عزیزم شہریار رکین نے کہا کہ آج اگر میں شہید ہوتا تو میرا بھی یہ ذکر ہو رہا ہوتا۔ تفصیل میں لکھتے ہیں کہ جب حملہ آور لوگوں نے 5/اگست کو اچانک حملہ کیا۔ اس دفعہ ہنگاموں کے بعد جو حملہ ہوا ہے تو کثیر تعداد میں لوگ جامعہ کی حفاظت کے لیے موجود تھے اور سڑک کے دو طرف صرف پندرہ خدام جلسہ گاہ کی حفاظت کے لیے ڈیوٹی پر کھڑے رہے۔ شہریار ان ہی میں آ کر شامل ہوا۔ بڑی دلیری سے پہرہ دیتے رہے اور حفاظتی اقدام میں قائد صاحب کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ اچانک حملہ آور گیٹ توڑ پھوڑ کر اندر داخل ہو گئے اور داخل ہوتے ہی ہلّہ بول دیا اور ڈنڈوں سے لوگوں کو زدوکوب کیا، مارا، بہت ساروں کو زخمی کیا اور سب سے زیادہ زخم، چوٹ مرحوم کو لگی اور ان کو سر پر اس وقت بہت زیادہ چوٹیں لگیں، اتنی زیادہ چوٹیں تھیں کہ نچلا دھڑ بالکل سُن ہو گیا تھا جس کا اظہار انہوں نے وہیں کیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد آرمی کی گاڑی آئی اور فوج کے آجانے سے حملہ آوروں نے زخمی احمدیوں کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگنے کی راہ لی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کیلئے

اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ مَیں اس کے سلام کا جواب دے سکوں

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

قائد صاحب لکھتے ہیں کہ کسی وقت بھی ڈیوٹی اور خدمت بجالانے کے لیے تیار رہتا تھا۔ مسجد کی صفائی اور وقارِ عمل میں خود بھی حصہ لیتا تھا اور دوسروں کو بھی شامل کرواتا تھا۔ فجر اور تہجد کی نماز پر لوگوں کو جگانے کا فریضہ ادا کرتا تھا۔ جامعہ بنگلہ دیش کے متعلم زُہیر صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب اس کی تدفین ہو رہی تھی اس دن اس علاقے میں جلسہ گاہ میں میری ڈیوٹی تھی تو مَیں نے احمد نگر کے ایک خادم سے پوچھا کہ آپ لوگ اکثر اس کے ساتھ ہوتے تھے اور کھیلتے بھی رہے ہیں۔ کون سی ایسی خصوصیت تھی جو اسے دوسروں سے بڑی ممتاز کرتی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہی بات کہ تئیس کے جلسہ کے موقع پر شہید زاہد حسن کے متعلق نمائش لگائی اور ہم سب مل کر دیکھ رہے تھے تو اس وقت اچانک رکین کہنے لگا۔ کاش زاہد بھائی کی طرح میں بھی ایسے شہید ہو پاتا۔ میری تصویر بھی یہاں ہوتی اور میرا ذکر بھی خطبہ میں ہوتا۔ کہتے ہیں ہم اس بات کو اس سے سن کے بڑے حیران تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ خواہش پوری کردی۔

مرحوم کی چچی زینت فوزیہ کہتی ہیں۔ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ سب کی بات مانتا، سب کے کام کر دیتا تھا اور حملے کے دن جب گھر سے جا رہا تھا تو اس وقت کہہ رہا تھا کہ مسجد کی حفاظت کرنی ہے اگر کامیاب نہ ہو سکا تو شہید ہو جاؤں گا۔ بہرحال شہید مرحوم نے بڑوں کے لیے بھی قربانی کی ایک مثال قائم کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمائے اور والدین اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا ذکر ہے۔ جنازہ غائب پڑھاؤں گا، یہ ہمارے ایک پرانے عرب دوست ہیں۔ کبابیر کے عبداللہ اسعد عودہ صاحب گذشتہ دنوں 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ان کی پرورش ایسے گھرانے میں ہوئی جو کبابیر میں احمدی مبلغین کرام کے ساتھ سب سے زیادہ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتا تھا۔ ان مبلغین کی مخلصانہ کوششوں اور دعاؤں اور ان سب سے بڑھ کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں کبابیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور امن میں رہا۔ خصوصاً فلسطین کی جنگ اور 1948ء میں بڑے پیمانے پر نقل مکانی کے دوران اللہ تعالیٰ نے کبابیر کو محفوظ رکھا۔ مرحوم حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے لے کر آخر عمر تک خلفائے احمدیت کے ساتھ خط و کتابت اور اطاعت اور اخلاص کا گہرا تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی موصیان میں شامل تھے۔ 1934ء میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے احمدیہ سکول کھولا تو اس میں مرحوم نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر 1948ء میں انگلش سکول میں داخل ہوئے، وہاں سے بھی میٹرک کیا۔ پھر القدس یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری نمایاں کامیابی سے حاصل کی۔ بیس سال تک وزارتِ صنعت و تجارت میں کام کیا۔ اس کے بعد آڈٹ کے حکومتی شعبہ میں ایک بڑے عہدہ پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ 1995ء میں وہاں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وزارت مذہبی امور میں ان کا نام اسلامی امور کے صدر کے طور پر پیش کیا گیا۔ بعض اسلامی ممالک نے احمدی ہونے کی وجہ سے آپ کی مخالفت کی۔ اس پر آپ اپنے اصولوں اور احمدیت پر کاربند رہتے ہوئے اس سے دستکش ہو گئے۔

1945ء میں حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اقوامِ متحدہ کے نمائندے کے طور پر فلسطین کا دورہ کیا اور اس دوران مشن ہاؤس میں بھی آئے اور مرحوم ابوصلاح محمد صالح عودہ جو شریف عودہ کے دادا تھے ان کے گھر قیام کیا۔ اس وقت مرحوم عبداللہ اسعد صاحب پندرہ سال کے تھے۔ آپ روزانہ چودھری صاحب کی خدمت کے لیے آتے، ان کو اخبار وغیرہ بھی مہیا کرتے۔

مرحوم ہمیشہ مبلغین کرام کے بہت قریب رہے اور جنرل سیکرٹری، سیکرٹری تعلیم و تربیت، سیکرٹری امور خارجہ، صدر مجلس انصار اللہ، سیکرٹری صد سالہ جوبلی کے عہدوں پر جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔

کبابیر میں مدرسہ احمدیہ کی تعمیر نو کے عظیم الشان منصوبے میں مبلغ سلسلہ جلال الدین قمر صاحب مرحوم کے معاون اور مددگار رہے۔ بلند پایہ مؤلف تھے۔ عربی رسالہ البشریٰ میں ستر سال تک دسیوں مضامین لکھے۔ آپ نے سورہ کہف کی تفسیر کا انگریزی سے عربی میں ترجمہ بھی کیا جو مبلغ سلسلہ مکرم فضل الٰہی بشیر صاحب کے عہد میں جماعت میں شائع ہوا۔

عرب ممالک میں جماعت مخالف پروپیگنڈا ہو رہا تھا کہ جماعت احمدیہ اور بہائیت ایک ہی سکّے کے دو رخ ہیں، ملا دیا جماعت کو بہائیوں کے ساتھ۔ عبداللہ اسعد صاحب نے اس کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے عربی زبان میں اَلْمُؤَامَرَۃُ الکبریٰ کے عنوان سے ایک کتاب تالیف کی۔ اسی طرح کبابیر میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کے موضوع پر اَلْکَبَابِیْر بَلَدِی کے عنوان سے کتاب لکھی۔ نہایت مخلص، غیور، احمدیت اور جماعت سے متعلق ہر بات پر فخر کرنے والے جماعت کے سچے خادم تھے۔ آپ کو ممبر پارلیمنٹ بھی بننے کی پیشکش ہوئی مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ سیاست کا اپنا ایک اصول ہوتا ہے جبکہ میرا اصول احمدیت ہے۔ مرحوم کے بیٹے خالد عبداللہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات والد صاحب جماعتی کاموں میں مصروف ہوتے اور والدہ صاحبہ اکٹھے چائے پینے کا یا کہیں باہر جانے کا کہتیں تو والد صاحب جواب دیتے کہ میرے پاس اہم جماعتی کام ہیں وہ ختم کرنے کے بعد ہی اور طرف متوجہ ہوں گا۔ پہلی فوقیت جماعتی کام۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور چودہ پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور ان کی نسل کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد یہ جنازے غائب بھی ادا کروں گا۔

☆......☆......☆

(الفضل انٹرنیشنل ۶/دسمبر ۲۰۲۴ء، صفحہ ۲ تا ۶)

خطاب

جلسہ کی اصلی شان تو اُس وقت ہے جب اِس میں شامل ہونے والے اپنی حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ کرنے والے ہوں اور مستقل طور پر تقویٰ پر چلنے والے بن جائیں

امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2021ء کے موقعہ پر افتتاحی اجلاس میں بصیرت افروز خطاب

(خطاب سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 06 اگست 2021ء بروز جمعۃ المبارک بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر۔ یوکے)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کے منعقد کرنے کی غرض اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا اور اپنے نفسوں کی اصلاح کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننا اور ان پر عمل کرنا بتایا ہے۔ گویا اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لیے ہم ان دنوں میں جمع ہوتے ہیں۔ پس اس مقصد کو ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ میں نے خطبہ میں بھی کہا تھا اس سال کا جلسہ خاص حالات کی وجہ سے محدود ہے اور اس کا انعقاد بھی ایک سال کے وقفہ کے بعد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بیماری اور وبا کو جلد ختم فرمائے اور ہم پر رحم فرمائے، دوبارہ حالات معمول پر آ جائیں اور جلسہ اپنی پوری شان کے ساتھ منعقد ہو سکے۔ لیکن جلسہ کی اصلی شان تو اس وقت ہے جب اس میں شامل ہونے والے اپنی حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ کرنے والے ہوں اور مستقل طور پر تقویٰ پر چلنے والے بن جائیں۔ جیسا کہ ذکر ہوا ہے روحانی پیاس بجھانے کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک دفعہ پانی پی لیا اور بس۔ اس کا فائدہ تو تبھی ہے کہ جہاں ان دنوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سن کر اپنی پیاس بجھائیں وہاں اس پانی کو اپنے ساتھ بھی لے کر جائیں۔ سارا سال اس سے پیاس بجھا کر اپنے لیے زندگی کے سامان کرتے رہیں۔ صرف تین دن کے ماحول کے اثر کے تحت رہ کر ان دنوں میں اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کر کے پھر پہلے جیسے نہ ہو جائیں۔

اس مرتبہ بعض جماعتوں نے اپنے اپنے حالات کے مطابق جلسہ کو سننے کا اجتماعی طور پر انتظام کیا ہوا ہے جس کو ہم سکرین پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی ایک نیا تجربہ ہے اور ایک نئی روایت جماعت میں قائم ہوئی ہے اور نیک روایت ہے کہ یہاں سے جلسہ سننے کے لیے مختلف ممالک میں لوگ بیٹھے اپنی اپنی مجالس میں اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں، اپنی اپنی مسجدوں میں اور ہالوں میں جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں، اپنی اپنی جماعتوں میں بیٹھے ہیں اور براہ راست جلسہ کو دیکھ بھی رہے ہیں اور ہم ان کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک خاص فضل ہے کہ باوجود نامساعد حالات کے اللہ تعالیٰ کئی ایسی نئی چیزیں ہمیں عطا فرما رہا ہے جس کا مِن حیثُ الجماعت وسیع پیمانے پر فائدہ ہو رہا ہے۔ تو بہرحال جماعتیں اپنے اپنے علاقوں میں بعض ملکوں میں یہ جلسے سن رہی ہیں۔ بعض لوگ اپنے گھروں میں بھی جلسہ سن رہے ہوں گے تو اس جلسہ کا اثر سب سننے والوں پر ہونا چاہیے اور ایسا اثر ہونا چاہیے جو مستقل زندگی کا حصہ بن جائے تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے جلسہ کی غرض کو پورا کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی بیعت کا حق ادا کیا ہے اور نتیجۃً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے بھی حصہ پانے والے ہیں یا بن رہے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو ہم ان انعامات سے محروم رہیں گے جو جلسہ سے وابستہ ہیں۔

اس زمانے میں یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمیں وہ راہیں دکھائیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی راہیں ہیں جن پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پا سکتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی امت بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے فیض سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ پس ان دنوں میں ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ خاص طور پر اس طرف توجہ دے چاہے وہ یہاں جلسہ گاہ میں آ کر جلسہ سن رہا ہے یا جماعتی اجتماعی انتظام کے تحت جلسہ سن رہا ہے یا گھر میں بیٹھ کر جلسہ سن رہا ہے۔ ان باتوں کو اپنے سامنے رکھیں جو جلسہ سالانہ کے انعقاد کے مقاصد ہیں جن کی مختلف موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے اور وضاحت سے بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ اگر ایک فقرے میں بیان کرنا ہو تو وہ ہے تقویٰ پر چلنا۔ آپؑ نے فرمایا زُہد پیدا کرو۔

زہد کس طرح پیدا ہوگا؟ وہ تقویٰ کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ زہد کا مطلب ہے کہ اپنے جذبات کی قربانی کی جائے۔ ہر بدی سے بچا جائے۔ اور صرف بچنا نہیں بلکہ اس کے خلاف ہو کر اسے سختی سے ردّ کیا جائے۔ غلط دنیاوی خواہشات سے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بچا جائے اور اپنے معاملے خدا تعالیٰ پر چھوڑ کر اس کے آگے اور صرف اس کے آگے جھکا جائے۔ اب یہ باتیں ایسے شخص میں پیدا ہو سکتی ہیں جس میں تقویٰ ہو۔ اس ایک لفظ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں وہ نصیحت فرما دی جس پر اگر ہم عمل کریں تو ایک انقلاب اپنی زندگیوں میں پیدا کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ دنیا سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ بات بھی غلط ہے کہ انسان دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر جنگلوں میں جا بسے۔ اپنے مال کو ضائع کرنا اور اس کی پروا نہ کرنا یہ بھی اسلام میں منع ہے۔ اپنے رشتوں کے حقوق ادا نہ کرنا یہ بھی اسلام میں منع ہے۔ زہد کا مطلب ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے سب دنیاوی کاموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے جذبات کی قربانی دی جائے۔ کوئی دنیاوی خواہش اللہ سے تعلق کی راہ میں روک نہ بنے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے عزت، دولت، شہرت دی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کے بندوں کے حق ادا کرنے میں خرچ ہو۔ اسی مضمون کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کے کاروبار میں پڑ کر بھی اپنے دین کو مقدم رکھے۔ یہ حقیقی مومن کی نشانی ہے۔ دنیا کے کاروبار ہوں لیکن وہ اصل مقصود نہ بن جائیں۔ فرمایا صحابہؓ بھی لاکھوں کروڑوں کے کاروبار کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے حق اور بندوں کے حق کو ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں بھولتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تذکرۃ الاولیاء کے حوالے سے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے اور یہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”ایک شخص ہزار ہا روپیہ کا لین دین کرنے میں مصروف تھا۔ ایک ولی اللہ نے اس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دل“ یعنی کاروبار کرنے والے کا دل ”باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خدا تعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔“ ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہیں تھا فرمایا کہ ”ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ (النور: 38) کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ“ اپنے آپ کو ”دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔“ آپؑ نے فرمایا ”............وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔

اسلام میں رہبانیت نہیں۔

ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو اور بال بچوں کو ترک کر دو اور دنیوی کاروبار چھوڑ دو۔ نہیں۔ بلکہ ملازم کو چاہیے کہ وہ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کو پورا کرے لیکن دین کو مقدم رکھے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 206-207۔ ایڈیشن 1984ء)

یہ ہے اصل زُہد۔ پس ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم اس زہد کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں؟ اور یہ باتیں اس وقت پیدا ہوں گی جب تقویٰ ہوگا۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر لغویات سے پرہیز کرنے والے ہوں گے۔ جب ہم بداخلاقی سے بچنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے اور نہ صرف بداخلاقی سے بچنے بلکہ اعلیٰ اخلاق کے نمونے دکھانے والے ہوں گے۔ بیہودہ باتوں سے بچنے والے اور اچھی باتوں کے پھیلانے والے ہوں گے۔ ہماری دولت ہمارے اور ہمارے بھائی کے درمیان دوریاں پیدا کرنے والی نہیں بلکہ محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینے والی ہوگی۔ پس اس لحاظ سے یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے اندر ایسا زہد پیدا ہو اور ہم اپنی دنیا کو دین بنا لیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنا لیں اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی اور اس کا نام تقویٰ ہے۔

پھر آپؑ نے جلسہ پر آنے والوں کو فرمایا کہ جلسہ میں شمولیت تبھی فائدہ مند ہے جب خدا ترسی میں بھی ایک نمونہ بنو۔

اب خدا ترسی کیا چیز ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا ڈر، خوف ہے۔ یہ حالت انسان کی اس وقت ہو سکتی ہے جب انسان تقویٰ کے معنی سمجھتا ہو اور دل میں تقویٰ ہو۔ انسان بہت سے ایسے کام کر جاتا ہے، دوسروں سے ایسے سلوک کر رہا ہوتا ہے، ان کاموں کی وجہ سے ان کے حقوق غصب کرنے والا ہوتا ہے۔ اور اس کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا کہ میں کیا کر رہا ہوں یا پتہ لگ بھی رہا ہوتا ہے تو شیطان کے دھوکے میں آ جاتا ہے۔ اگر خدا ترسی ہو، اللہ تعالیٰ کا خوف ہو، یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ میری ہر بات کو سن رہا ہے اور میرے ہر فعل کو دیکھ رہا ہے اور غلط باتوں اور غلط کاموں کی وہ

سزا بھی دیتا ہے تو انسان کے دل میں خدا ترسی تبھی پیدا ہوتی ہے۔ جب بھی وہ کسی کے حق مارنے کی کوشش کرے گا تو یہ بات سامنے آجائے گی کہ خدا تعالیٰ مجھے اس غلط کام پر پکڑ سکتا ہے اور یہی خدا ترسی اسے دوسروں کے حق مارنے سے بھی بچائے گی۔ پس اس گہرائی سے خدا ترسی کے مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عام خدا ترسی کی بات نہیں کر رہے بلکہ فرماتے ہیں کہ اس کے معیار اتنے بلند ہوں کہ تم ایک نمونہ بن جاؤ اور ایسا نمونہ ہو کہ لوگ کہیں کہ اگر کسی حقیقی خدا ترس کو دیکھنا ہے، اگر کسی حقیقی نیکی کرنے والے کو دیکھنا ہے جو اپنے ہر قول و فعل میں خدا تعالیٰ کے ڈر کو سامنے رکھتا ہے تو اس شخص کو دیکھو، اس احمدی کو دیکھو۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا یہ معیار ہم حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پھر فرمایا:

پرہیزگاری میں بھی بڑھو۔

اس میں بھی تمہیں ایک نمونہ ہونا چاہیے۔ یعنی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی طرف توجہ ہو۔ آپؑ بڑی بڑی نیکیوں کو بھی بیان فرما رہے ہیں، بڑے بڑے گناہوں کو بھی بیان فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی چھوٹے گناہوں سے بھی بچنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ آپؑ پھر فرماتے ہیں کہ پرہیزگاری میں بھی نمونہ بنو۔ یہ باتیں جو بیان ہوئی ہیں بے شک ایک متقی کی شان ہیں لیکن وہ جو حقیقی تقویٰ پر چلنے والا ہے، وہ جو حقیقت میں بیعت کا حق ادا کرنے والا ہے اس وقت تک حق ادا نہیں کر سکتا جب تک پرہیزگاری میں بھی نمونہ نہ بن جائے۔ خود اپنے اندر جھانک کر دیکھے کہ کیا برائیاں میرے اندر ہیں اور کون کون سی برائیاں میرے اندر ہیں جن کو میں دور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور کن نیکیوں کی مجھ میں کمی ہے اور اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تب یہ نمونہ بنتا ہے۔

جلسہ پر آئے ہیں تو اس بات کا بھی جائزہ لیں تبھی حقیقی فائدہ جلسہ سے اٹھا سکتے ہیں۔ اس باریکی سے اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلانے کے بعد پھر ایک اعلیٰ خلق کی طرف آپؑ نے توجہ دلائی کہ نرم دلی اختیار کرو۔ پرہیزگاری کے جو زینے ہیں، تقویٰ پر چلنے کے جو راستے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے جو ذریعے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے کے جو دروازے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا جو ذریعہ ہے ان میں سے ایک نرم دلی بھی ہے۔ دوسرے پر غصہ نکالنے کی بجائے غصہ دبانا بھی ہے۔ دوسروں کے لیے ان کے قصوروں کے باوجود دل نرم کرنا اور معاف کرنا ایک بہت بڑی صفت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران: 135) اور غصہ دبانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن کی یہ نشانی بتائی ہے جو اس طرح اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرے۔ جو مومن نہیں وہ یہ معیار قائم ہی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اور نرم دل ہی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاطر غصہ کو دبائے، اپنے بھائی سے درگزر کرے۔ دنیادار آدمی شاذ کے طور پر نظر آجائیں جو اس صفت کے حامل ہوں ورنہ ہمیں نہیں نظر آتے۔ پس یہ معیار ہم میں سے ہر ایک کو دکھانے چاہئیں۔ ذرا ذرا سے معاملات پر ہم جھگڑے کھڑے کر لیتے ہیں اور بدلہ اور انتقام لینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو مومن کی شان نہیں ہے۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ درگزر کرے، معاف کرے، اپنے غصہ کو دبائے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں کتنا بڑا احسان کرتا ہے کہ تم نے جو اپنے بھائی پر احسان کیا ہے اس کے بدلہ میں مَیں تم پر یہ احسان کرتا ہوں کہ تم سے محبت کرتا ہوں۔ پس جائز غصہ کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے دبانا اور دوسرے پر احسان کرنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ ہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی عزت اور غیرت کا سوال آئے، جہاں اس کے رسولؐ کی عزت اور غیرت کا سوال آئے وہاں غیرت بھی دکھانی چاہیے لیکن ذرا ذرا سی باتوں پر غصہ اور لڑائیاں اور انتقام یہ غلط ہے۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت مل جائے اسے اَور کیا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت تو انسان کو جنت میں لے جانے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس کی زندگی کو نیکیوں سے بھرنے والی بن جاتی ہے۔ پس اپنے بھائیوں سے درگزر کرنا چاہیے۔ اپنے معاملات کو بلا وجہ طول دینا کہ وہ قضا اور عدالتوں میں چلے جائیں سوائے معاشرے میں فساد اور جھگڑوں کے کچھ نہیں پیدا کرتا اور ایک حقیقی مومن کو ان سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ غصہ دباؤ گو کہ یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے، غصہ کو دبانا بہت مشکل کام ہے اور بہت بڑی نیکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو ہمیں اس سے اونچے مقام پر پہنچنے کی تلقین فرما رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہمیں اس مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں کہ سچے دل سے معاف بھی کرو۔ ہلکی سی بھی کدورت دل میں نہ رہے اور یہی حقیقی عفو ہے اور یہی دل کی نرمی ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ محبت بھی کرتا ہے۔ پس اگر ہم اپنی زندگیوں کو اس معیار پر لے آئیں گے تو پھر ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اس جلسہ کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ اب ہر ایک اپنے دل کا خود جائزہ لے سکتا ہے کہ کیا ہم اس مقام پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گو غیروں کو جماعت میں یہ تعلق اور محبت بہت نظر آتا ہے لیکن اس کے معیار پر ہمیں تب راضی ہونا چاہیے جب ہم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کے لیے اس نرم دلی اور عفو کے معیار کو پہنچے کہ جہاں قدم قدم پر احسان کے نمونے نظر آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بارے میں کس طرح سمجھایا ہے، آپؐ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر غصہ کا ایک گھونٹ پی لینا اتنا بڑا اجر رکھتا ہے کہ وہ کسی دوسری چیز کا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا مدّنظر ہونی چاہیے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الحلم حدیث 4189)

پس ہم میں سے کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے دلوں کی نرمی کو اس معیار پر پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی وہ حقیقی تعلیم ہے جس سے محبت پھیلتی ہے اور نفرتوں کی دیواریں گرتی ہیں۔

پس اس جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے اور اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہمیں محبت کو پھیلانے اور نفرتوں کی دیواریں گرانے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں۔ اس لیے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 180۔ ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا ”یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔“ نیکی کی باتیں اور معرفت کی باتیں اس کے منہ سے نہیں نکلتیں۔ وہ ان باتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ فرمایا ”غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 126-127۔ ایڈیشن 1984ء)

پس غصہ صرف عارضی نقصان کا باعث نہیں بنتا کہ ایک فریق کو غصہ آیا، جواب میں دوسرے فریق کو غصہ آیا، لڑائی ہو گئی، ایک دوسرے کو نقصان پہنچایا۔ بلکہ ایسے غصہ رکھنے والے آدمی حکمت اور عقل کی باتوں سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ گندہ دہن، غلیظ زبان استعمال کرنے والے کے منہ سے نیکی اور معرفت کی باتیں نکل ہی نہیں سکتیں اور نیکی اور معرفت کی باتیں نہ نکلیں تو وہ پھر تقویٰ سے خالی ہو جاتا ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے تو پھر یہاں اس جلسہ کے روحانی ماحول سے اسے کچھ بھی حصہ نہیں مل سکتا۔ اس لیے آپ علیہ السلام نے پسند نہ فرمایا کہ آپؑ کی جماعت کا کوئی فرد ایسا ہو اور پھر جلسہ میں شامل ہو کر جلسہ کے ماحول کو ان دنوں میں خاص طور پر خراب کرے اور اپنے روزانہ کے ماحول کو، عمومی ماحول کو عام طور پر خراب کرے۔ پس ان دنوں میں ان باتوں کو سامنے رکھ کر ہر ایک کو اپنے عمومی جائزے بھی لینے چاہئیں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپس میں محبت و مواخات کا بھی نمونہ ہر احمدی کو ہونا چاہیے۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

ایسی محبت اور ایسا بھائی چارہ ہو جو ایک نمونہ ہو اور جلسہ کے مقاصد میں سے ایک یہ مقصد بھی ہے جو افرادِ جماعت کے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اعلیٰ ترین معیار اور قابلِ تقلید نمونہ قرآن کریم میں ہمارے لیے پیش فرمایا ہے وہ انصار اور صحابہ کی مؤاخات کا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (الحشر: 10) اور اسی طرح وہ مال ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو مدینہ میں پہلے سے رہتے تھے اور مہاجرین کے آنے سے پہلے ایمان قبول کر چکے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور اپنے دلوں میں اس مال کی کوئی خواہش نہیں رکھتے تھے جو ان کو دیا گیا تھا اور باوجود اس کے کہ خود غریب تھے مہاجرین کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے تھے اور جن لوگوں کو اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے تمام لوگ بامراد ہونے والے ہیں۔

پس یہ تھے وہ لوگ جن کے نمونے پر چلنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ ایسی محبت اور ایسی مؤاخات تھی، ایسا بھائی چارہ تھا کہ اپنے اوپر تنگی وارد کر کے بھی اپنے بھائیوں کے لیے قربانی کرنے کو تیار تھے بلکہ ایسے بھی تھے جو اپنی جائیدادوں کے ایک حصہ کو مہاجرین کو پیش کرنے کے لیے تیار تھے اور پیشکش کر دی تھی بلکہ بعض تو اس انتہا تک پہنچ گئے تھے کہ جن کی ایک سے زائد بیویاں تھیں وہ ایک بیوی کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی سے اس کی شادی کروانے کی پیشکش کر رہے تھے لیکن مہاجرین نے بھی محبت اور مؤاخات کا نمونہ دکھاتے ہوئے کہا کہ اپنی دولت اور اپنی یہ چیزیں اپنے پاس رکھو، ہماری عارضی مدد کر دو۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب اخاء النبیؐ بین المہاجرین والانصار حدیث 3780)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی اور
آگ اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے

(سنن دارمی، کتاب الجہاد)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

اور یہ وہ رویے ہیں جن سے محبت اور پیار اور اخوت اور بھائی چارہ بڑھتا ہے کہ کسی فریق نے بھی لالچ نہیں دکھائی اور تنگی کا نمونہ نہیں دکھایا۔ آجکل تو بعض ایسے لوگ ہیں جو اپنے سگے بہن بھائیوں کی بھی جائیداد کے حصے غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں۔ پس حسین اسلامی معاشرہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کرنے کے لیے آئے تھے جس کا نمونہ ہمیں صحابہ میں نظر آتا ہے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بھی وہ نمونہ بنو۔ اس حسین معاشرے کے پیدا کرنے کی تربیت کے لیے ان جلسوں کا انعقاد آپؑ نے فرمایا تھا کہ ان دنوں میں محبت پیار کے پھیلانے اور قربانی کرنے کی تربیت حاصل کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ تم آپس میں ایسے ہو جاؤ جیسے ایک ماں کے پیٹ سے دو بھائی۔

(ماخوذ از کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

گو بعض دفعہ سگے بھائی بھی اس رشتہ اخوت کو نہیں نبھاتے لیکن عموماً سگے بھائی اس رشتہ اخوت کو ہر طرح نبھانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ سب کچھ بھائی چارے اور پیار کے رشتے کو نبھانا خدا تعالیٰ کی خاطر ہو۔ ایک مومن کا ہر فعل جو ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہو تبھی یہ تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ بامراد ہو گئے جنہوں نے اس قسم کا، قربانیوں کا، ایک دوسرے کے لیے محبت اور پیار اور بھائی چارے کا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کے عمل مقبول ہو گئے۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے بن گئے اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کو حاصل کرنے والے بن گئے۔ کون ہے جس کو خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین ہو پھر اس کی رضا کی جنتوں میں نہ جانا چاہتا ہو۔ کوئی حقیقی ایمان والا یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہ کرے۔ پس اس کے حصول کے لیے ہمیں یہ نمونے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے، میں انہیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ حدیث 6548)

یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کو کس اعلیٰ مقام تک پہنچا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپس میں محبت و اخوت کے رشتے کو نبھانے والوں پر کس قدر احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے، کس مقام پر ان کو لے کر جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود اگر ہم اس تعلق کی اہمیت کو نہ سمجھیں تو پھر ایسی سمجھ رکھنے والوں کی بدنصیبی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محبت و اخوت کے رشتہ کو قائم رکھنا بھی اپنی بعثت کے مقاصد میں سے بیان فرمایا ہے اور اس اہمیت کے پیش نظر آپ نے اپنے جلسہ سالانہ کے مقاصد میں بھی اسے رکھا ہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ آپس کی رنجشوں اور شکووں کو ختم کر کے محبت اور پیار کی فضا کو قائم کریں اور وہ حقیقی مومن بنیں اور ایسے نمونے قائم کریں جس طرح کے نمونے صحابہؓ نے ہمارے سامنے رکھے تھے۔ اپنی جھوٹی اناؤں اور غیرتوں کو دفن کر دیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ جلسہ پر آنے والے، اس میں شامل ہونے والے، اپنے اندر انکسار اور عاجزی کی عادت بھی پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کو انکسار اور عاجزی بہت پسند ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ ''تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔'' (تذکرہ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم)

پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں تلاش کرنی ہیں تو پھر عاجزانہ راہوں کی تلاش کرنی ہوگی۔ قرآن کریم میں بھی اس طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان:19) اور اپنے گال غصہ سے لوگوں کے سامنے مت پھلا اور زمین میں تکبر سے مت چل۔ اللہ کسی بھی شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے تو عاجزی پیدا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

''بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)

پس اصل مقام انسان کو اپنی بڑائی بیان کرنے یا فخر سے گردن اکڑانے یا دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے سے نہیں ملتا بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کا مقام عاجزی اختیار کرنے سے ملتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ ''تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔'' فرمایا ''.......... بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں۔'' کہتے ہیں ہم بڑے خاکسار ہیں ''لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لیے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیے بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔'' آپؑ فرماتے ہیں ''بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولتمند متکبر دوسرے کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے اور سمجھتا ہے میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے.......... بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔'' ان کی وجہ سے، اس تکبر کی وجہ سے انسان پھر لوگوں کو فائدہ پہنچا ہی نہیں سکتا۔ محروم رہ جاتا ہے۔ فرمایا ''ان سب سے بچنا چاہیے۔'' آپؑ نے فرمایا ''مگر ان سب سے بچنا ایک موت کو چاہتا ہے۔'' بچنا چاہیے لیکن بچنے کے لیے ایک جہاد کرنا پڑے گا۔ یہ بچنا ایک موت کو چاہتا ہے۔ ایک جہاد کرنا پڑے گا اپنے نفس کی اصلاح کے لیے اپنی اناؤں کو دبانا ہوگا۔ اپنی اناؤں کو مارنا ہوگا۔ فرمایا ''جب تک انسان اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی برکت اس پر نازل نہیں ہوسکتی۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 401 تا 403۔ ایڈیشن 1984ء)

پس اللہ تعالیٰ کی برکات کو حاصل کرنا ہے تو تکبر کے جن کو ہمیں اپنے اندر سے نکالنا ہوگا، اپنی جھوٹی عزتوں اور اناؤں کو مارنا ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میری محبت حاصل نہیں کر سکتے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو بڑے درد سے فرمایا کہ جلسہ کے انعقاد کا ایک بہت بڑا مقصد راستبازی اور سچائی کا پیدا کرنا ہے۔

روحانی ماحول سے ایسی حالت پیدا ہو کہ سچائی کے اعلیٰ ترین معیار قائم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق کہلاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین حدیث 6094)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''جس قدر راستی کے التزام کے لیے قرآن شریف میں تاکید ہے میں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عشر عشیر بھی تاکید ہو۔'' آپؑ فرماتے ہیں ''.......... قرآن شریف میں دروغ گوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31) یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبِيْنَ۔ (النساء:136) یعنی اے ایمان والو انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو للہ ادا کرو اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے ماں باپ اور تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھاویں۔'' (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 402-403)

پس اگر یہ معیار ہماری سچائیوں کے قائم ہو جائیں تو بہت سے گھریلو مسائل حل ہو جائیں۔ میاں بیوی کے مسائل ہیں، عزیزوں رشتہ داروں کے مسائل ہیں، معاشرے کے عمومی تعلقات کے مسائل ہیں، سب کا حل سچائی سے کام لینے سے نکل آتا ہے۔ پس ہمیں ان سب باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق یہ اعلیٰ اخلاق اپنا لیں اور برائیوں سے بچ جائیں تو ایک پاک اور حسین معاشرے کا قیام ہم کر سکتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ان تمام نیکیوں پر عمل اور برائیوں سے اس وقت نکلا جا سکتا ہے جب ہم تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے۔

جیسا کہ میں کہہ رہا ہوں، پہلے شروع سے کہتا آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لیے تقویٰ پر ہمیں خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو۔ اس سے بھی کنارہ کرے'' اس سے بھی بچ کے رہو۔ ''فرمایا دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جن کو سُوا کہتے ہیں یا راجباہا کہتے ہیں۔'' چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ ''دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں مثلاً زبان وغیرہ۔ اگر چھوٹی نہر یا سوئے کا پانی خراب اور گندہ اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔ پس اگر کسی کو دیکھو کہ اس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ہے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 321۔ ایڈیشن 1984ء) انسان کے عمل سے، اس کی باتوں سے، اس کی زبان سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اس میں تقویٰ ہے کہ نہیں ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مالِ حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

ہے۔اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ۔(المومنون:97)

اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔‘‘فرمایا’’یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے۔لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ ع لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش‘‘ مہربانی کر، مہربانی کہ بیگانہ بھی تمہارے حلقہ میں آجائے گا۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 81)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:’’اصل بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں۔تب ہی کچھ بنتا ہے۔اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ۔(الرعد:12) خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔خواہ مخواہ کے ظن فاسد کرنے اور بات کو انتہاء تک پہنچانا بالکل بیہودہ امر ہے۔سب سے ضروری بات یہ ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، نمازیں پڑھیں، زکوٰۃ دیں، اتلافِ حقوق اور بدکاریوں سے باز آئیں‘‘ ایک دوسرے کے حقوق مارنے سے بچو اور بدکاریوں سے باز آئیں۔’’یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ بعض وقت جب صرف ایک شخص ہی بدی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ سارے گھر اور سارے شہر کی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔پس بدیوں کو چھوڑ دو کہ وہ ہلاکت کا موجب ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 262۔ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہم اپنے اندر ایسا تقویٰ پیدا کریں جو ہمیں تمام برائیوں سے بچائے اور تمام نیکیاں بجالانے کی توفیق عطا کرے۔یہ روحانی ماحول ہمارے اندر زہد، خدا ترسی، پرہیزگاری، نرم دلی، آپس کی محبت و اخوت، انکسار اور عاجزی اور سچائی کے اعلیٰ معیار پیدا کرنے والا بن جائے۔جن تک یہ آواز پہنچ رہی ہے جو جماعتی انتظام کے تحت جماعتوں میں بیٹھے سن رہے ہیں ان سب میں یہ جلسہ کا ماحول ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہو اور جب جلسہ کے ماحول سے باہر نکلیں تو حقیقتاً ایک انقلاب ہماری حالتوں میں پیدا ہو جائے اور دنیا کو نظر آئے تبھی ہم دنیا کو بھی زمانے کے امام کا پیغام جو اسلام کا حقیقی پیغام ہے پہنچا کر حق کی دعوت دے سکتے ہیں ورنہ ہماری باتیں صرف باتوں کی حد تک ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ابھی ہم دعا کریں گے۔دعا میں موجودہ حالات سے نجات کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اللہ تعالیٰ انسانیت پر فضل فرمائے اور اگر کہیں جنگوں کے خطرے ہیں تو ان کو بھی اللہ تعالیٰ دور فرمائے۔اللہ تعالیٰ جلد حالات معمول پر لے کر آئے اور حسبِ سابق ہمارے جلسے بھی اپنی شان و شوکت سے منعقد ہوں اور ان کے اثر بھی دیرپا ہوں اور دنیا کے ہر ملک میں جس شان سے جلسے ہوتے تھے اسی طرح ہو سکیں۔پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو بھی پریشانیوں سے بچائے اور دنیا کے مظلوموں کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان سب کو ظلموں سے نجات دے۔

ان دنوں میں بے شک گھروں میں ہی قیام ہے لیکن خاص طور پر تہجد کا اہتمام اور ذکر الٰہی اور دعاؤں کا التزام رکھیں۔دعاؤں سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم کھینچ سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔اسیران راہ مولیٰ کے لیے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔دعا کر لیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 19 ستمبر 2024ء)

☆☆☆دعا☆☆☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہیے

(ملفوظات، جلد5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

کافر اور اکفر اور دجّال اور ضال اور مفصل کہنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور عرب تک کے علماء سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگوایا۔مگر نتیجہ کیا ہوا ہر دن جو نیا چڑھا اُس میں اُن کے چند ماننے والے اگر احمدی نہیں ہوئے تو حیاتِ مسیح کا انکار ضرور کرنے لگ گئے اور آج یہ کیفیت ہے کہ نئے تعلیم یافتہ آدمیوں میں سے ایک بھی حیاتِ مسیح کا قائل نظر نہیں آئے گا بلکہ عام طور پر مسلمانوں سے اس مسئلہ پر گفتگو کی جائے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس مسئلہ میں رکھا ہی کیا ہے چلو اسے چھوڑو۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے دل اس مسئلہ کی صداقت کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں۔

اسی طرح جب بانی سلسلہ احمدیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک میں اپنے انبیاء مبعوث فرمائے ہیں تو ساری دنیا میں ایک آگ لگ گئی اور لوگوں نے کہا۔ دیکھو یہ رام اور کرشن کو بھی نبی قرار دے کر کافروں کو خدا کا رسول قرار دیتا ہے لیکن آج شدید ترین مخالف بھی اس مسئلہ کی صحت کو تسلیم کر چکے ہیں۔اور مخالف اخبارات میں اس بات پر کئی دفعہ مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں کہ اسلام پہلے انبیاء کی صداقت کا بھی قائل ہے خواہ وہ یہودیوں کی طرف آئے ہوں یا ہندوؤں اور زرتشتیوں وغیرہ کی طرف آئے ہوں۔اسی طرح بانی سلسلہ احمدیہ نے جب قرآن کریم کے کامل ہونیکا دعویٰ پیش کیا اور بتایا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں تو علماء کہلانے والے اتنے جوش میں آگئے کہ اُن کے مونہوں سے جھاگ اور اُنکی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگ گئے۔مگر آج علماء یا اُن عوام سے جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں پوچھ کر دیکھ لو۔وہ قرآن مجید کی تمام آیتوں سے استدلال کریں گے اور کسی آیت کے منسوخ ہونے کا نام بھی نہیں لیں گے۔یہی کیفیت ہر زمانہ میں رہی ہے جب بھی خدا تعالیٰ کا کوئی نبی دنیا میں آیا اور اس نے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔لوگوں نے اُس کی مخالفت شروع کر دی اور اُسے سخت سے سخت اذیتیں پہنچائیں۔مگر آخر دنیا کو وہی تعلیم ماننی پڑی جو خدا تعالیٰ کے انبیاء کی طرف سے پیش کی گئی تھی اور انہیں اپنی شکست تسلیم کرنی پڑی۔مخالفین کے اس معاندانہ رویہ کا اللہ تعالیٰ اس آیت میں ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جب مخالفین کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں تو تُو منکروں کے چہروں میں ناپسندیدگی کے آثار دیکھتا ہے اور قریب ہوتا ہے کہ وہ اُن لوگوں پر حملہ کر دیں جو انہیں ہماری آیات سُناتے ہیں۔کیونکہ دلائل و براہین اور عقل و نقل کے میدان میں اُن کا عجز ظاہر ہوتا ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان لوگوں پر دلیل کے ساتھ تو غالب نہیں آسکتے۔ہمارے غلبہ کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم ڈنڈا اٹھا لیں۔اور ان لوگوں کا سر پھوڑنا شروع کر دیں جو ہمیں اپنے عقائد سے منحرف کرنا چاہتے ہیں۔مگر مومن اُن کے مظالم پر صبر سے کام لیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہی سُنت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو پہلے ابتلاؤں کے دریاؤں میں سے گذارتا ہے اور پھر انہیں اپنے قرب سے نوازتا ہے۔آج تک دُنیا میں کوئی نبی بھی ایسا نہیں آیا جس کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے سخت سے سخت ابتلاؤں میں ڈال کر اس کا امتحان نہ لیا ہو۔یا مصائب کی بھٹی میں ڈال کر اُسے صاف نہ کیا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اپنے خون سے یا اپنے مال اور اپنے وطن اور اپنے عزیز و اقرباء کی قربانی سے اپنے صدق پر مہر لگائی تب انہیں خدا تعالیٰ کے حضور عزت بخشی گئی۔اور وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوئے اور آخرت میں بھی انہیں بلند درجات عطا کئے گئے۔ پس مخالفین کی اذیتوں سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ صبر اور برداشت سے کام لیتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنی چاہیئے۔تمام دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی جب چاہے اُن کو ہدایت دے سکتا ہے۔ ☆☆☆

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 93، مطبوعہ قادیان 2010)

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com,Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالبِ دعا: عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

129 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 27، 28 اور 29/دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28 اور 29/دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شامل ہو کر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی راہنمائی ہر دَور میں احمدی مسلمانوں کے لیے اپنے دینی فرائض اور ذمہ داریوں کے پیمانے کو سمجھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے

جب تک جماعت احمدیہ کے تمام افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصدِ عالیہ کی تکمیل کے لیے مشترکہ طور پر جدوجہد نہیں کرتے،
ہم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیمات کو تمام اقوام وملل تک پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے

ہر احمدی مسلمان کو اپنے روحانی، اخلاقی اور فکری معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے
اور اپنے ایمان اور دین کی ہر تعلیم پر عمل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہئے

مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ کتاب اسلام کی تعلیمات پر ہمیشہ عمل پیرا رہنے اور انہیں قرب وجوار میں پھیلانے کے لیے دائمی محرک بنے

کتاب ’’اسلام کی نشاۃ ثانیہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا 1924ء کے تاریخی سفر‘‘ کے قارئین کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال جلسہ سالانہ یو کے کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے برطانیہ اور بعض دیگر ممالک کے تاریخی دَورے کی صد سالہ یاد کے موقع پر جماعت احمدیہ برطانیہ نے ایک نئی کتاب شائع کی ہے جس کا نام ہے ’’اسلام کی نشاۃ ثانیہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ۱۹۲۴ء کا تاریخی سفر‘‘۔

میری امید اور دعا ہے کہ یہ کتاب قارئین کی تاریخِ احمدیت میں دلچسپی اور علم میں اضافہ کا باعث بنے۔ مزید برآں میری دعا ہے کہ قارئین حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس تاریخ ساز دورے کے دوران فرمودہ بصیرت افروز خطابات، لیکچرز، خطبات اور ہدایات کو اپنے اندر جذب کریں اور سمجھ سکیں، جن میں مغرب میں احمدیت کے مستقبل کے بارے میں آپؓ کے افکار بھی شامل ہیں۔ یقیناً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی راہنمائی ہر دَور میں احمدی مسلمانوں کے لیے اپنے دینی فرائض اور ذمہ داریوں کے پیمانے کو سمجھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ درحقیقت جب کسی کو اپنے حقیقی مقاصد کا علم ہو تو صرف اس صورت میں ہی ان کو پورا کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

لہٰذا میری دلی دعا ہے کہ قارئین حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مقدس کلمات، فرمودات اور اسلوب پر بھرپور توجہ دیں اور اس شاندار طریقے سے بخوبی واقفیت حاصل کریں کہ جس سے آپؓ نے اپنے عہدِ خلافت کے دوران اسلام کی تعلیمات کو پیش کیا اور احمدیت کے مستقبل میں پھیلاؤ کے لیے اپنے منصوبے وضع کیے۔ مزید برآں میری دعا ہے کہ یہ کتاب قارئین میں ایک جوش وخروش اور پختہ عزم پیدا کرے تاکہ وہ روحانی اور اخلاقی اصلاح کی جانب قدم بڑھائیں اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کی سعی کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک جماعت احمدیہ کے تمام افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصدِ عالیہ کی تکمیل کے لیے مشترکہ طور پر جدوجہد نہیں کرتے، ہم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیمات کو تمام اقوام وملل تک پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

چنانچہ جب آپ اِس کتاب کا مطالعہ کریں اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اِس مبارک سفر کے واقعات سے روشناس ہوں، جو ٹھیک ایک صدی قبل وقوع پذیر ہوا، تو آپ کو ان کی فرمودہ ہدایات اور ہماری جماعت سے وابستہ ان کی امیدوں اور توقعات پر بھی خصوصی توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ اس لیے مَیں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ ہر احمدی مسلمان کو اپنے روحانی، اخلاقی اور فکری معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے ایمان اور دین کی ہر تعلیم پر عمل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر برطانیہ میں ہماری جماعت کے تمام افراد اسلام کی خدمت کے لیے مخلص اور پُرعزم ہوں تو پھر ان شاء اللہ احمدیت کے پیغام کو ہر گاؤں، قصبہ اور شہر تک پہنچانے کی ہماری کوششیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے پناہ برکات سے ہمکنار رہوں گی۔

مَیں اس موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اُس مبارک رؤیا کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آپؓ نے ۱۹۴۵ء میں دیکھا تھا۔ آپؓ نے اس رؤیا کی تعبیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ غالب امکان ہے کہ احمدیت کا پیغام سکاٹ لینڈ اور شمالی انگلینڈ میں وسیع پیمانے پر پھیلایا جائے گا اور یہ علاقے اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیمات کو اِس ملک میں پھیلانے کے لیے ایک صدر دروازہ ثابت ہوں گے۔ مزید برآں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپؓ گلاسگو اور اِس کے اردگرد کے علاقوں کو احمدیت کے مستقبل کے لیے اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ یہ خواب سکاٹ لینڈ اور شمالی انگلینڈ کے احمدیوں پر ایک خاص ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کو اپنا فرض سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے تمام قارئین کو اپنے ایمان کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی مسلمان کو اپنے فرائض انتہائی اخلاص اور عقیدت کے ساتھ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ کتاب محض حظّ اٹھانے کا ذریعہ یا کوئی ایسی چیز ثابت نہ ہو جو وقتی طور پر قارئین کے جذبات کو بیدار کرے بلکہ یہ انہیں اسلام کی تعلیمات پر ہمیشہ عمل پیرا رہنے اور انہیں قرب وجوار میں پھیلانے کے لیے دائمی محرک بنے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی کوششوں کو قبول فرمائے جنہوں نے جماعتی فائدہ کے لیے اِس کتاب کی اشاعت میں حصہ لیا۔ آمین۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 19 اکتوبر 2024)

۞۞۞

رپورٹ 26واں سالانہ اجتماع 2024 وقف نو قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل وقف نو قادیان کو اپنا 26واں سالانہ اجتماع مورخہ 22، 23، 24 نومبر 2024ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس اجتماع میں حسب منظوری قادیان کے واقفین وواقفات نو میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کی غرض سے مختلف علمی وورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔

اجتماع میں وقف نو بچوں بچیوں کیلئے مقابلہ جات کے علاوہ خصوصی طور پر تربیتی نشستوں کا انعقاد کروایا گیا۔ امسال خاص طور پر Waqf e Nau Recreational HUB کے نام سے ایک مخصوص انکلوزر کا اہتمام کیا گیا جس میں بچوں کی عمر کے مطابق مختلف پروگرامز کروائے گئے جیسے Panel Discussion, Guest Lectures Presentation اور Letter to Huzur نیز بچوں کی دلچسپی کیلئے MTA پر نشر ہونے والی مختلف Documentries اور حضور انور کی وقف نو بچوں کے ساتھ کلاسز بھی دکھائی گئیں جسے تمام بچوں نے خوب پسند کیا۔

اجتماع کی اختتامی تقریب مکرم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت احمدیہ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی جس میں مکرم ایڈیشنل ناظر صاحب اعلیٰ جنوبی ہند وقائمقام ناظر تعلیم اور مکرم انچارج صاحب وقف نو بھارت نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ تلاوت، نظم کے بعد سالانہ کارگزاری رپورٹ پیش کی گئی۔ ترانہ کے بعد محترم صدر اجلاس نے صدارتی خطاب فرمایا جس میں آپ نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے حوالہ سے تمام وقف نو بچوں، ان کے والدین اور عہدیداران کو مختلف نصائح فرمائیں۔ بعدازاں جملہ مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے وقف نو بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے اور دعا کے ساتھ یہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے انعقاد کو قادیان کے جملہ واقفین وواقفات نو کیلئے مبارک کرے۔ نیز اجتماع کو کامیاب بنانے میں جملہ عہدیداران ورضاکاران کی خدمات قبول فرمائے اور ہم سب کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشا اور توقعات کے مطابق اپنی ذمہ داریاں کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(سید سعید الدین احمد، سیکرٹری وقف نو قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت ۞ دکھاؤ جلد تر صدق و انابت

کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت ۞ کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

مدنی زندگی کے دوسرے دور کا آغاز
صلح حدیبیہ سے پہلے کا زمانہ

❁ غزوہ عکاشہ بن محصن ربیع الاول ۶ ہجری

اسی سال ماہ ربیع الاول میں آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک مہاجر صحابی عکاشہ بن محصن کو چالیس مسلمانوں پر افسر بنا کر قبیلہ بنی اسد کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ اس وقت ایک چشمہ کے قریب ڈیرہ ڈالے پڑا تھا جس کا نام غمر تھا جو مدینہ سے مکہ کی سمت میں چند دن کے فاصلہ پر واقع تھا۔ عکاشہ کی پارٹی جلدی جلدی سفر کر کے غمر پہنچی تا کہ انہیں شرارت سے روکا جا سکے تو معلوم ہوا کہ قبیلہ کے لوگ مسلمانوں کی خبر پا کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے۔ اس پر عکاشہ اور اس کے ساتھی مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

❁ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ستر ہزار آدمی بلاحساب جنت میں جائیں گے

عکاشہ فضلا صحابہ میں سے تھے اور اہل مکہ کے حلیف تھے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جنگ مرتدین میں شہید ہوئے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے متعلق حدیث میں ذکر آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ایک مجلس میں ذکر فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یعنی وہ ایسے روحانی مرتبہ پر فائز ہوں گے اور ان کے لئے خدائی فضل و کرم اس قدر جوش میں ہوگا کہ ان کے حساب کتاب کی ضرورت نہیں سمجھی جائے گی۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کے چہرے قیامت کے دن اس طرح چمکتے ہوں گے جس طرح کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمکتا ہے۔ اس پر عکاشہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔'' آپ نے اسی وقت دعا فرمائی کہ اے خدا تو اپنے فضل سے عکاشہ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ اس کے بعد ایک انصاری شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے لئے بھی یہ دعا فرمائیں اس پر آپؐ نے فرمایا:

سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ

یعنی ''اب تو عکاشہ تم پر اس معاملہ میں بازی لے جا چکا ہے۔''

آنحضرت ﷺ کی مجلس کا یہ ایک بظاہر چھوٹا سا واقعہ اپنے اندر بہت سے معارف کا خزانہ رکھتا ہے کیونکہ اوّل تو اس سے یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا اس درجہ فضل و کرم ہے اور آنحضرت ﷺ کا روحانی فیض اس کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ آپؐ کی امت میں سے ستر ہزار آدمی ایسا ہوگا جو اپنے نمایاں روحانی مقام اور خدا کے خاص فضل و کرم کی وجہ سے گویا قیامت کے دن حساب و کتاب کی پریشانی سے بالا سمجھا جائے گا۔ دوسرے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسا قرب حاصل ہے کہ آپؐ کی روحانی توجہ پر خدا تعالیٰ نے فوراً بذریعہ کشف یا القاء آپؐ کو یہ علم دے دیا کہ عکاشہ بھی اس ستر ہزار کے پاک گروہ میں شامل ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عکاشہ پہلے اس گروہ میں شامل نہ ہو مگر آپؐ کی دعا کے نتیجہ میں خدا نے اسے یہ شرف عطا کر دیا ہو۔ تیسرے اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا اس درجہ ادب ملحوظ تھا اور آپ اپنی امت میں جہد و عمل کو اس درجہ ترقی دینا چاہتے تھے کہ جب عکاشہ کے بعد ایک دوسرے شخص نے آپؐ سے اسی قسم کی دعا کی درخواست کی تو آپؐ نے اس اخص روحانی مقام کے پیش نظر جو اس پاک گروہ کو حاصل ہے مزید انفرادی دعا سے انکار کر دیا تا کہ مسلمانوں کو تقویٰ اور ایمان اور عمل صالح میں ترقی کرنے کی طرف توجہ رہے۔ چوتھے اس سے آپؐ کے اعلیٰ اخلاق پر بھی غیر معمولی روشنی پڑتی ہے۔ کیونکہ آپؐ نے انکار ایسے رنگ میں نہیں کیا۔ جس سے سوال کرنے والے انصاری کی دل شکنی ہو بلکہ ایک نہایت لطیف رنگ میں بات کو ٹال گئے۔

❁ سریہ محمد بن مسلمہ بطرف ذو القصہ ربیع الآخر ۶ ہجری

ربیع الآخر کے مہینہ میں آنحضرت ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو ذو القصہ کی طرف روانہ فرمایا جو مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا اور جہاں ان ایام میں بنو ثعلبہ آباد تھے۔ محمد بن مسلمہ اور ان کے دس ساتھی رات کے وقت وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس قبیلہ کے ایک سو نوجوان جنگ کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ صحابہؓ کی جماعت سے یہ پارٹی تعداد میں دس گنے زیادہ تھی مگر تعداد کا فرق اسلامی ضابطۂ حرب میں چنداں قابل لحاظ نہیں تھا۔ محمد بن مسلمہ نے فوراً اس لشکر کے سامنے صف آرائی کر لی اور فریقین کے درمیان رات کی تاریکی میں خوب تیر اندازی ہوئی۔ اس کے بعد کفار نے صحابہ کی اس مٹھی بھر جماعت پر دھاوا بول دیا اور چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی ایک آن کی آن میں یہ دس فدایان اسلام خاک پر تھے۔ محمد بن مسلمہ کے ساتھی تو سب کے سب شہید ہو گئے مگر خود محمد بن مسلمہ بچ گئے۔ کیونکہ کفار نے انہیں دوسروں کی طرح مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان کے کپڑے وغیرہ اتار کر لے گئے۔ غالباً محمد بن مسلمہ بھی وہاں پڑے پڑے فوت ہو جاتے مگر حسن اتفاق سے ایک مسلمان کا وہاں سے گزر ہو گیا اور اس نے محمد بن مسلمہ کو پہچان کر انہیں اٹھا کر مدینہ پہنچا دیا۔

آنحضرت ﷺ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپؐ نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کو جو قریش میں سے تھے اور کبار صحابہ میں شمار ہوتے تھے محمد بن مسلمہ کے انتقام کے لئے ذو القصہ کی طرف روانہ فرمایا اور چونکہ اس عرصہ میں یہ بھی اطلاع موصول ہو چکی تھی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ کے لوگ مدینہ کے مضافات پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے آپؐ نے ابوعبیدہؓ کی کمان میں چالیس مستعد صحابہ کی جماعت بھجوائی اور حکم دیا کہ راتوں رات سفر کر کے صبح کے وقت وہاں پہنچ جائیں۔ ابوعبیدہؓ نے تعمیل ارشاد میں یلغار کر کے عین صبح کی نماز کے وقت انہیں جا دبایا اور وہ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد بھاگ نکلے اور قریب کی پہاڑیوں میں غائب ہو گئے۔ ابوعبیدہؓ نے مال غنیمت پر قبضہ کیا اور مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

اس مہم میں جن دو صحابہ کا ذکر ہے یعنی محمد بن مسلمہ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح یہ دونوں کبار صحابہ میں سے تھے۔ محمد بن مسلمہ اپنے ذاتی اوصاف اور قابلیت کے علاوہ قتل کعب بن اشرف یہودی کے ہیرو تھے۔ کیونکہ یہ مفسد انہی کے ہاتھ سے اپنے کیفر کردار کو پہنچا تھا۔ محمد بن مسلمہ انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کے خاص معتمد سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ عموماً انہی کو اپنے عمال کی شکایتوں کی تحقیق کے لئے بھجوایا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد جب مسلمانوں میں اندرونی فتنوں کا دروازہ کھلا تو محمد بن مسلمہ نے اپنی تلوار کو ایک پتھر پر توڑ کر اپنے ہاتھ میں صرف ایک چھڑی لے لی اور جب کسی نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے یہی سنا ہوا ہے کہ جب مسلمانوں کے اندر باہمی قتل و غارت کا دروازہ کھلے تو تم تلوار کو توڑ کر گھر میں اس طرح دبک کر بیٹھ جانا جس طرح کسی کمرہ میں اس کا فرش پڑا ہوا ہوتا ہے۔ یہ حکم غالباً محمد بن مسلمہ کے لئے یا اس فتنہ کے لئے خاص تھا ورنہ بعض اوقات اندرونی فتنوں کا مقابلہ بھی ایک اعلیٰ دینی خدمت کا رنگ رکھتا ہے۔

دوسرے صحابی ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے۔ یہ چھوٹی کے صحابہ میں سے تھے اور قریشی تھے۔ ان کی رفعت شان اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں امین الملت کا خطاب عطا فرمایا تھا اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے جن دو صحابہ کو خلافت کا اہل سمجھا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔ ابوعبیدہؓ حضرت عمرؓ کے عہد میں مرض طاعون سے وفات پا کر شہید ہوئے۔

❁ سریہ زید بن حارثہ بطرف بنی سلیم۔ ربیع الآخر ۶ ہجری

اسی ماہ ربیع الآخر ۶ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور سابق متبنّٰی زید بن حارثہ کی امارت میں چند مسلمانوں کو قبیلہ بنی سلیم کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ اس وقت نجد کے علاقہ میں بمقام جموم آباد تھا اور ایک عرصہ سے آنحضرت ﷺ کے خلاف برسرپیکار چلا آتا تھا۔ چنانچہ غزوۂ خندق میں بھی اس قبیلہ نے مسلمانوں کے خلاف نمایاں حصہ لیا تھا۔ جب زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی جموم میں پہنچے جو مدینہ سے قریباً پچاس میل کے فاصلہ پر تھا تو اسے خالی پایا۔ مگر انہیں قبیلہ مزینہ کی ایک عورت حلیمہ نامی سے جو مخالفین اسلام میں سے تھی اس جگہ کا پتہ لگ گیا جہاں اس وقت قبیلہ بنو سُلیم کا ایک حصہ اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ چنانچہ اس اطلاع سے فائدہ اٹھا کر زید بن حارثہ نے اس جگہ پر چھاپا مارا۔ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر اکثر لوگ تو ادھر ادھر بھاگ کر منتشر ہو گئے مگر چند قیدی اور مویشی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے جنہیں وہ لے کر مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اتفاق سے ان قیدیوں میں حلیمہ کا خاوند بھی تھا اور ہر چند کہ وہ حربی مخالف تھا۔ آنحضرت ﷺ نے حلیمہ کی اس امداد کی وجہ سے نہ صرف حلیمہ کو بلا فدیہ آزاد کر دیا بلکہ اس کے خاوند کو بھی احسان کے طور پر چھوڑ دیا اور حلیمہ اور اس کا خاوند خوشی خوشی اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 666 تا 669، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے ❁ دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے ❁ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح ہے جو اس مسجد کے ذریعے سے پیدا کی جائے گی
دنیا سے فتنہ وفساد دور کرنے اور امن وامان کے قیام میں مدد دے گی
اور وہ دن جلد آئیں گے جب لوگ جنگ وجدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 18 ؍اکتوبر 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد فضل کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح ہے جو اس مسجد کے ذریعے سے پیدا کی جائے گی دنیا سے فتنہ وفساد دور کرنے اور امن وامان کے قیام میں مدد دے گی اور وہ دن جلد آئیں گے جب لوگ جنگ وجدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے۔

سوال: جماعت احمدیہ کی مساجد کس طرح تعمیر ہوتی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ جماعت کی مساجد لوگوں کے چندوں اور قربانیوں سے تعمیر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو انگلستان میں بھی جماعت کی قربانی کی وجہ سے درجنوں مسجدیں بن چکی ہیں اور مغربی ممالک میں بھی بے شمار مساجد تعمیر ہوگئی ہیں۔

سوال: لندن میں جماعت احمدیہ کے کون سے پہلے مبلغ تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ ہیں جو باقاعدہ مبلغ بن کے یہاں آئے اور سب سے پہلا پھل بھی آپ کو ملا جن کا نام مسٹر کوریو تھا جو ایک جرنلسٹ تھے۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد فضل کی تعمیر کیلئے کیا تحریک فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب لندن میں مسجد کی جگہ خریدے جانے کی اطلاع ملی تو اس وقت آپؓ ڈلہوزی میں تھے۔ آپؓ نے وہاں بڑا فنکشن کیا اور پھر وہاں مسجد فضل کے نام سے اس مسجد کا نام بھی معین فرمایا اور اس کے بعد چندے کی تحریک ہوئی تاکہ مسجد کی تعمیر کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی ہو سکے۔

سوال: لندن میں ورود مسعود کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا کون سا رؤیا کا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ لندن میں ورودِ مسعود کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک رؤیا پہلے سے دکھلایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے انگلستان کے ایک مقام پر اترے ہیں اور ایک لکڑی کے کُندے پر پاؤں رکھ کر ایک کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کر رہے ہیں کہ آواز آئی: ولیم دی کنکرر (William the Conqueror)۔ گویا انگلستان کی روحانی فتح حضورؓ کے ورودِ انگلستان کے ساتھ مقدر تھی جو اب ظہور میں آئی۔

سوال: مسجد فضل کو کیا تاریخی حیثیت حاصل ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسجد فضل کی ایک تاریخی حیثیت ہے اس لحاظ سے کہ یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے جو عیسائیت کے گڑھ میں بنائی گئی تھی اور پھر یہاں سے اسلام کی حقیقی تعلیم اور تبلیغ لوگوں میں وسیع پیمانے پر شروع ہوئی۔ آج ہمیں ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس خود کاشتہ پودے کے ذریعہ سے ان لوگوں کی، مغرب میں رہنے والے لوگوں کی مذہب کی کمزوریاں ان کے ممالک میں ظاہر کر کے اسلام کی خوبصورتی کی تبلیغ کی جارہی ہے اور ان اعتراض کرنے والوں کو تو یہ توفیق نہیں ملی کہ اس طرح تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

سوال: مسجد فضل کے بارے میں تاریخ میں کیا لکھا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسجد کے بارے میں تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ اگرچہ ولایت میں تبلیغی سلسلہ جاری ہوتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد کے وجود میں لانے کا خیال پیدا ہو گیا تھا کیونکہ وہاں بار بار مکانوں کے بدلنے سے تبلیغ کے اثر کو سخت نقصان پہنچتا تھا کہ بہرحال جماعت کا ایک مرکز ہونا چاہیے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ گھر کرائے پہ لیتے جائیں تو اس کی وہ باقاعدگی نہ رہنے سے اتنا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ کا خیال تھا کہ مرکز بہرحال ہونا چاہیے مگر یہ کام بظاہر مشکل نظر آتا تھا اس کے لیے کوئی عملی تدبیر 1919ء تک پیدا نہیں ہو سکی۔ روپے کی فراہمی اور لندن میں موجود زمین کا ملنا جو کافی ہو اور شرفاء کے محلے میں ہو اور ایسی ہو کہ جس میں قانونی طور پر کوئی شرط اور پابندیاں عائد نہ ہوں اور یہ بات لندن کے مکانات اور قطعات اراضی خریدنے میں اور اس پر حسب منشاء عمارت بنانے میں بڑی سخت روک تھی۔ یہ ساری شرائط بھی پوری ہوں۔ پھر اس کی تعمیر ونگرانی پر سب سے بڑھ کر لوگوں کی توجہ کو اس طرف کھینچنا یہ وہ سب امور تھے جو اس کے راستے میں حائل تھے لیکن خدا نے ہر انتظام بہترین طریق پر اور بہترین صورت میں پورا کر دیا۔ سب سے پہلے روپے کی فراہمی تھی وہ اس طرح ہوئی کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ پاؤنڈ کا نرخ گرنا شروع ہوا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے مغرب میں پھیلنے کے بارے میں کیا رؤیا بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اسلام کے مغرب میں پھیلنے کے بارے میں ایک رؤیا کے حوالے سے آپؑ بیان فرماتے ہیں کہ ایسا ہی طلوعِ شمس جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغرب جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کیے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ انگلستان میں زمین کو خریدنے کو کب کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: 1920ء میں چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ انگلستان میں کوئی زمین خریدیں جہاں مسجد بنائی جائے اور ایک باقاعدہ مشن ہاؤس بنا کے وہاں کام شروع کیا جائے جس کے لیے پھر کوشش ہوئی اور دو ہزار دو سو پاؤنڈ سے اوپر کی رقم سے پٹنی کے علاقے میں یہ جگہ خریدی گئی۔

سوال: برطانیہ میں سب سے پہلے احمدی کون تھے؟

جواب: برطانیہ میں سب سے پہلے احمدی مسٹر کوریو تھے جو ایک جرنلسٹ تھے۔

سوال: اخبارات نے حضورؓ کے سفر اور انگلستان پہنچنے کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اخبارات نے حضورؓ کے سفر اور انگلستان پہنچنے کو بڑا نمایاں طور پر شائع کیا اور آپؓ وہاں پہنچ کر پھر لندن وکٹوریہ سٹیشن پر اترے۔ پورٹ سے پھر وہاں وکٹوریہ گئے۔ یہاں آپ اترے۔ یہاں سے آپ اور آپ کی جماعت سینٹ پال کے عظیم الشان اور انگلستان کے سب سے بڑے گرجے کے سامنے پہنچے اور اس کے بعد اس کے سامنے ٹھہر کر آپ نے خدائے ذوالجلال سے اسلام اور توحید کی فتح کی دعا کی اور پھر آپ اپنے قافلے کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ آپ کی رہائش کے لیے ایک اچھی جگہ کا پہلے سے ہی انتظام کر لیا گیا تھا۔ جو عمارت کرائے پر لی گئی تھی اس جگہ ایک بڑا گھر تھا۔ مذہبی کانفرنس کے مضمونوں اور پرائیویٹ ملاقاتوں اور پبلک لیکچروں اور اس دوران میں کابل سے یہ خبر بھی ملی تھی کہ نعمت اللہ خان صاحب شہید کو سنگسار بھی کیا گیا تھا۔ تو اس کے واقعات کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو کافی شہرت ملی اور کافی اخباروں میں اس کا چرچا ہوا۔ ان فنکشنوں کے بعد مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی باری آئی اور یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور پراثر طریقے سے ہوا۔

❁ ❁ ❁

حنین کی جنگ میں جب مسلمانوں کو اپنی تعداد دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ اب ہم بہت بڑی تعداد میں ہوگئے ہیں، کون ہم پر غالب آسکتا ہے
لیکن ان نئے آنے والوں میں ایمان کی کمزوری بھی تھی
شروع میں ایک حملے کے بعد ایسی حالت پیدا ہوئی کہ شکست کی صورت پیدا ہونی شروع ہوگئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے
کے مطابق کہ میرا لشکر ہی غالب آتا ہے اپنی نصرت فرماتے ہوئے ان بدلے ہوئے مخالف حالات کو مسلمانوں کے حق میں بدل دیا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23 ؍جون 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الصّٰٓفّٰت : 172 تا 174 کی تلاوت فرمائی: وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ۔ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ۔ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ضرور غالب آنے والا ہے۔

سوال: کن پانچ مواقع آپؐ کی زندگی کے ایسے ہیں جو انتہائی غیر معمولی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے بغیر ان سے نکلنا محال تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: یاد رہے کہ پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔

ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔

دوسرا وہ موقعہ تھا جب کہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔

تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا۔ اور آپؐ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔

چوتھا وہ موقعہ تھا جب کہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔

پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ

کئے تھے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان تمام پُر خطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔

سوال: حنین کی جنگ کے بارے میں قرآن کریم میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حنین کی جنگ میں جب مسلمانوں کو اپنی تعداد دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ اب ہم بہت بڑی تعداد میں ہو گئے ہیں، بارہ ہزار کا لشکر ہے کون ہم پر غالب آ سکتا ہے۔ کیونکہ اس لشکر میں نئے آنے والے مسلمان بھی شامل تھے لیکن ان نئے آنے والوں میں ایمان کی کمزوری بھی تھی۔ شروع میں ایک حملے کے بعد ایسی حالت پیدا ہوئی کہ شکست کی صورت پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کے مطابق کہ میرا لشکر ہی غالب آتا ہے اپنی نصرت فرماتے ہوئے ان بدلے ہوئے مخالف حالات کو مسلمانوں کے حق میں بدل دیا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ کرتے ہو کیا دعا کرتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ کرتے تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! تو ہی میرا سہارا ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے اور تیری ہی دی ہوئی توفیق سے میں جنگ کر رہا ہوں۔

سوال: قرآن کریم میں جنگ حنین میں مسلمانوں کے نقصان کے متعلق کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: قرآن کریم میں جنگ حنین میں مسلمانوں کے نقصان کے متعلق فرمایا: لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیۡ مَوَاطِنَ کَثِیۡرَۃٍ ۙ وَّیَوۡمَ حُنَیۡنٍ ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡکُمۡ کَثۡرَتُکُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡکُمۡ شَیۡئًا وَّضَاقَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ثُمَّ وَلَّیۡتُمۡ مُّدۡبِرِیۡنَ (التوبہ: 25) کہ یقیناً اللہ بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے خاص طور پر حنین کے دن بھی جب تمہاری کثرت نے تمہیں تکبر میں مبتلا کر دیا تھا۔ پس وہ تمہارے کسی کام نہ آسکی اور زمین کشادہ ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ دکھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یعنی تمہاری کثرت تعداد یا اس وجہ سے تکبر جو بعض نئے آنے والے مسلمانوں کے دل میں پیدا ہو گیا تھا یہ کسی کام نہ آسکا کہ ہماری تعداد زیادہ ہے، ہم طاقتور ہیں، ہمارے پاس ہتھیار بہت زیادہ ہیں۔

سوال: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک یہودی سردار کی بہن نے بھنی ہوئی ران پر زہر لگا کر دیا تو خدا نے آپ کی کس طرح حفاظت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: روایت میں ذکر آتا ہے کہ ایک یہودی سردار کی بہن نے آپؐ کو ایک بھنی ہوئی ران پیش کی اور اس پر اچھی طرح زہر لگا دیا۔ آپؐ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھ کر اس کو کھانے لگے۔ کچھ صحابہؓ نے پہلے بھی کھانا شروع کر دیا۔ لیکن آپؐ نے جب منہ میں لقمہ ڈالا تو فوراً پتہ لگ گیا۔ آپؐ نے فوراً کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ اس یہودیہ کو بلایا گیا۔ تو اس نے تسلیم کیا اور پھر وہ کہنے لگی کہ آپؐ کو کس نے بتایا ہے؟ آپؐ نے گوشت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس نے۔ پھر آپؐ نے اس سے پوچھا تمہارا اس سے مقصد کیا تھا۔ تم کیا چاہتی تھی؟ ہمیں کیوں ہلاک کرنا چاہتی تھی؟ تو کہتی ہے کہ میرا خیال تھا کہ اگر آپؐ اللہ کے نبی ہیں، رسول ہیں تو اس زہر سے آپؐ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس زہر سے محفوظ رکھے گا۔ اور اگر نہیں تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔

سوال: حارث بن بدل جب جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے کے لئے آیا تو اس وقت کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حارث بن بدل نے بیان کیا کہ مَیں جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے کے لئے آیا۔ آپؐ کے سارے صحابہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر حضرت عباس بن عبد المطلب اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہما نہیں بھاگے تھے۔ تو حضورؐ نے زمین سے ایک مٹھی لی اور ہمارے چہروں پر پھینک دی تو ہم شکست کھا گئے۔ پس یہی خیال کیا جا رہا تھا کہ ہر شجر اور حجر ہماری تلاش میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد اور لشکروں کو مخالفین نے بھی دیکھا۔ ان کو بھی نظر آ رہا تھا کہ یہ مسلمانوں کی فوج نہیں لڑ رہی بلکہ کوئی اور لڑ رہا ہے۔ اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہے جو فرشتوں کے ذریعے سے حملہ آور ہو رہی ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے خیال میں یہ تھا کہ آج اس جگہ کی ہر مخلوق ہمارے خلاف ہے۔ مٹی کا ایک ذرہ بھی ہمارے خلاف ہے۔ درخت، پتے اور ہر چیز ہمارے خلاف چل رہی ہے اور جنگ لڑ رہی ہے۔ تو یہ تھے اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے۔

❁ ✕✕ ❁ ✕✕ ❁

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی نوجوانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کے خلاف مہم اور تحریک کی قیادت کریں اور اپنا ذاتی نمونہ قائم کریں۔ (روزنامہ الفضل آن لائن 29 نومبر 2022ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14/ اگست 2024ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ ناعمہ ناہید صاحبہ اہلیہ مکرم ارشد محمد احمد صاحب مرحوم (آف یمن)

3/اگست کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے نانا حضرت حاجی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور درویش قادیان تھے۔ مرحومہ کو 45 سال تک عدن کی نائب صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ 2013ء میں یمن سے امریکہ منتقل ہو گئیں۔ مرحومہ جلسہ سالانہ یوکے پر آئی ہوئی تھیں کہ اس دوران آپ کی وفات ہو گئی۔ مرحومہ کے ایک بھانجے مکرم یحییٰ لقمان صاحب امریکہ میں مربی سلسلہ ہیں۔ آپ مکرم محمد احمد صاحب (کارکن ایم ٹی اے) کی ممانی اور مکرم طلحہ احمد صاحب (نیشنل صدر و مبلغ سلووینیا و نارتھ میسیڈونیا) کی خالہ اور خوشدامن تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے وفات پا چکے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ نعیمہ مقصود صاحبہ (حلقہ کوٹ لکھپت ماڈل ٹاؤن۔ لاہور)

25/جون 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں خیر الدین سیکھوانی رضی اللہ عنہ کی پڑنواسی تھیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، خلافت کی عاشق ایک نیک مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ سال شروع ہوتے ہی سب سے پہلے ہر چندے کی رسید کٹواتیں اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مقامی سطح پر لجنہ اماء اللہ کی جنرل سیکرٹری کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور اپنی زندگی میں ہی سب حساب کلیئر کر رکھا تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم مولوی شیخ طارق احمد صاحب (معلم سلسلہ نظامت ارشاد وقف جدید قادیان آف مُجھ کُنڈ HMT سری نگر کشمیر)

13/جولائی 2024ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم پیدائشی طور پر حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور پندرہ سال کی عمر میں اہل حدیث فرقہ سے وابستہ ہوئے اور اس فرقہ کے بڑے جوشیلے، زیرک اور خوش الحان عالم اور واعظ بنے۔ پھر جماعت احمدیہ کا لٹریچر پڑھ کر اور رؤیا کی بنا پر 1999ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں جامعۃ المبشرین قادیان سے معلم کورس کر کے صوبہ جموں و کشمیر انڈیا کی جماعتوں میں 24 سال تک بطور معلم خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نے اپنوں اور غیروں کی مخالفت کا سامنا کیا اور اپنے عہد بیعت کو آخر وقت تک نبھایا۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ملنسار، خوش مزاج اور سادہ طبیعت کے مالک مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرمہ نصرت جہاں قیصر صاحبہ (جماعت یوکے) اہلیہ مکرم قیصر محمد صاحب آف چنئی، انڈیا

20/جون 2024ء کو نیویارک میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم صدیق احمد بانی صاحب کی پوتی اور مکرم منیر احمد بانی صاحب (آف کلکتہ، انڈیا) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ 2014ء میں شوہر کی وفات کے بعد اپنے بچوں کے پاس یوکے منتقل ہو گئیں۔ جماعت کی مخلص اور فعال ممبر تھیں۔ خلافت سے خاص عشق تھا اور حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات باقاعدگی سے سنتی تھیں۔ مرحومہ نمازوں کی پابند اور تہجد گزار خاتون تھیں اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کیا کرتی تھیں۔ مہمان نوازی اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنا مرحومہ کی شخصیت کا ایک خاص وصف تھا۔ آپ نے صدر لجنہ چنئی کے علاوہ یوکے میں مقامی سطح پر سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3/ بیٹیاں اور 2/ بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 14 اگست 2024)

❁❁❁❁❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4 ستمبر 2024ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ ثمر صدیق صاحبہ اہلیہ مکرم وسیم شہزاد صاحب (جماعت لیورپول۔ یوکے)

31 اگست 2024ء کو 37 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، تہجد گزار، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک، دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 2 کمسن بچے (بیٹی بعمر 8 سال اور بیٹا بعمر 7 سال) 5 بہنیں اور 4 بھائی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم چودھری محمد انور صاحب ابن مکرم میاں غلام محمد صاحب (شالامار ٹاؤن لاہور)

29 مئی 2016ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میاں فتح دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے اور حضرت میاں احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ مرحوم نے 1977ء سے 2010ء تک حلقہ شالامار ٹاؤن کے صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ضلع لاہور کے احمدیہ قبرستان ہانڈو گجر کی پہلی انتظامیہ کمیٹی کے انچارج بھی رہے۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، اچھے اخلاق کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 4 بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرم چودھری حسن جاوید اقبال وینس صاحب ابن مکرم چودھری غلام مصطفیٰ صاحب (دار العلوم جنوبی ربوہ)

19 مئی 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق ایک بہت مخلص اور بااثر خاندان سے تھا۔ آپ کے والد 1953ء میں احمدی ہوئے تھے۔ مرحوم نے سانگلہ ہل کے نواحی گاؤں پنڈت والا میں صدر جماعت اور ربوہ میں اپنے حلقہ میں معاون صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، اچھے اخلاق کے مالک، مخلص اور نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم چودھری بشیر احمد صاحب ابن مکرم چودھری نور محمد صاحب (ربوہ)

28 جولائی 2024ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت چودھری عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی اور آپ کے چچا مکرم سردار محمد صاحب درویش قادیان تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا اور اولاد کو بھی نظام خلافت کی اطاعت کرنے، ہمیشہ سچ بولنے اور خودداری کی تلقین کرتے تھے۔ جماعتی عہدیداروں اور نمائندگان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے اور اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر چکے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم حافظ خلیق بشیر صاحب (مربی سلسلہ و استاد مدرسۃ الحفظ گھانا) کے والد اور مکرم مولوی تاج الدین صاحب مرحوم لائلپوری (سابق ناظم دار القضاء) کے داماد تھے۔

(4) مکرمہ آمنہ خان صاحبہ بنت مکرم میر ولی محمد صاحب (کینیڈا)

24 جولائی 2024ء کو 96 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم میر ولی محمد صاحب کا تعلق سیکھواں ضلع لدھیانہ سے تھا اور وہ سکھ مذہب سے احمدی ہوئے تھے۔ والد کی وفات کے بعد مرحومہ کو ان کے ماموں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے اپنی سرپرستی میں لے لیا تھا۔ آپ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، صابرہ و شاکرہ اور دینی مزاج کی حامل ایک مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ ابتدا میں ربوہ اور پھر کینیڈا آنے کے بعد لاتعداد بچوں بچیوں اور خواتین کو قرآن کریم پڑھایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مولانا منیر الدین شمس صاحب (ایڈیشنل وکیل التصنیف یوکے) کی کزن تھیں۔

(5) مکرم ڈاکٹر مومن حسن ملک صاحب (بریمپٹن کینیڈا) ابن مکرم ملک برکت علی صاحب (سابق امیر حافظ آباد)

29 جون 2024ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق رکھنے والے مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم نے پاکستان آرمی میں بطور کیپٹن شعبہ میڈیکل میں کام کیا۔ بعد میں کینیڈا شفٹ ہوگئے جہاں انہیں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ مرحوم مکرم ملک افضل صاحب (سابق امیر جماعت واہ کینٹ) اور مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص اسلام آباد۔ یوکے) کے بڑے بھائی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(6) مکرم فارس احمد صاحب ابن مکرم عمر فرید احمد صاحب (ساہیوال)

2 جون 2024ء کو 20 سال کی عمر میں موٹر سائیکل کے حادثہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم مکرم ملک محمد دین صاحب (اسیر راہ مولیٰ وشہید) کی بیٹی مکرمہ سعادت کوثر صاحبہ کے نواسے تھے۔ والدہ اور نانی کا اکلوتا سہارا تھے اور ان کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ مرحوم تحریک وقف نو میں شامل تھے۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خلافت سے مضبوط تعلق رکھنے والے، اعلیٰ اخلاق کے حامل، مخلص اور فدائی نوجوان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

اشاعتِ دین بزورِ شمشیر حرام ہے

پاکیزہ منظوم کلام سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ۔۔۔ دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے ۔۔۔ دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے ۔۔۔ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا اب جہاد ۔۔۔ منکر نبیؐ کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں بھولتے ہو تم یَضَعُ الْحَرْب کی خبر ۔۔۔ کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیدِ کونین مصطفیٰؐ ۔۔۔ عیسیٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا ۔۔۔ جنگوں کے سِلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا ۔۔۔ وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا
اِک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے ۔۔۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں ۔۔۔ کردے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں ۔۔۔ اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی ۔۔۔ وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی ۔۔۔ وہ عزمِ مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی ۔۔۔ بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے ۔۔۔ کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو ۔۔۔ عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے ۔۔۔ تم خود ہی غیر بن کے محلِّ سزا ہوئے
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا ۔۔۔ وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے ۔۔۔ آیت عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ یاد کیجئے
ایسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا ۔۔۔ اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں ۔۔۔ بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا ۔۔۔ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار ۔۔۔ اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے اُستوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے ۔۔۔ اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا ۔۔۔ اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خُدا

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 77)

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح

مکرم کلیم اللہ لون صاحب ابن مکرم احسان اللہ لون صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچھ خانپورہ کا نکاح عزیزہ رضیہ فاروق صاحبہ بنت مکرم فاروق احمد شیخ صاحب آف چک ڈسینڈ مورخہ 08 نومبر 2024ء کو مکرم طاہر احمد لون صاحب معلم سلسلہ چک ڈسینڈ نے -/5,00,000 (پانچ لاکھ) روپئے حق مہر کے عوض مسجد طاہر چک ڈسینڈ میں پڑھایا۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے کامیاب ہونے کے لئے اور دونوں خاندانوں کے لئے شیریں ثمرات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

راجہ جمیل احمد
انسپکٹر ہفت روزہ اخبار بدر

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر لاہور اور حضور پُرنور کا وصال

ماہ اپریل ۱۹۰۸ء کے دوران میں اللہ تعالیٰ کی باریک در باریک مصلحتوں ، گوناگوں مشیتوں اور نہاں درنہاں مقادیر کے ماتحت سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خرابیٔ طبیعت اور بیماری وغیرہ کی وجہ سے کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے جن کے باعث حضور پرنور کو سفر لاہور اختیار کرنا پڑا۔ مگر حضور کے اس سفر کے مطابق جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ کئی مرتبہ تیاری کی خبریں سنی گئیں جو منشاء ایزدی کے ماتحت ملتوی ہو جاتی رہیں اور کہ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سفر کے لئے انشراح نہ تھا۔ کیونکہ ایک عرصہ سے اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی اور الہامات سے حضور کو قربِ وصال کے الہامات ہو رہے تھے۔ جن کا سلسلہ رسالہ الوصیت کی تحریر سے بھی پہلے کا شروع تھا اور قریب ایام میں بھی بعض ایسے الہامات ہوئے تھے۔ چنانچہ ۷ مارچ ۱۹۰۸ء کا الہام ہے۔

”ماتم کدہ“

اور پھر غنودگی میں دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے۔

۱۴؍اپریل ۱۹۰۸ء کو پھر ایک الہام ہوا۔

ماتم کدہ

اور پھر اس سفر کی تیاری وکشمکش میں ۲۶؍اپریل ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔

مباش ایمن از بازیٔ روزگار

اس الہام اور پہلی تیاری والتوا کی خبروں سے ہم لوگوں پر غالب اثر یہ تھا کہ حضور پرنور کا یہ سفر اب پختہ طور پر معرض التواہی میں رہے گا۔ مگر دوسرے ہی روز یعنی ۲۷؍اپریل ۱۹۰۸ء کی صبح کو حضور کی روانگی کا فیصلہ ہو گیا چنانچہ صبح کی نماز کے بعد خدام کو تیاری کا حکم ہوا اور رخت سفر باندھا جانے لگا۔ قریباً سات یا آٹھ بجے حضور معہ اہل بیت و تمام خاندان روانہ ہوئے۔ چند یکّے اور ایک رتھ حضور اور خاندان کی سواری کے لئے ساتھ تھے۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب معہ اہل بیت و بچگان وغیرہ ۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نیز بعض اور اصحاب اور خدام و خادمات حضور کے ہمرکاب تھے۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ ربہ کی گھوڑی مکرمی مفتی فضل الرحمن کے سپرد تھی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو بعد میں حضور نے لاہور بلوا لیا تھا۔

جہاں اور دوست مشایعت کیلئے گاؤں سے باہر محلہ دارالصحت تک گئے میں بھی جس حال میں گھر سے صبح نکلا ہوا تھا اسی حال میں محلہ دارالصحت تک اپنے آقائے نامدار کو الوداع کہنے کی غرض سے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ دل میں کچھ تھا مگر حیاء و شرم اور کم مائیگی اظہار سے مانع تھی۔ سب بڑے چھوٹوں کو حضور نے ازراہ کرم و ذرّہ نوازی مصافحہ کا شرف بخشا۔ میں بھی اپنی باری سے دست بوسی کے لئے بڑھا۔ میرے ہاتھ میرے امام ومقتداء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ میں تھے۔ قبلہ حضرت نانا جان مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے پہلو میں کھڑے تھے۔ مجھے اب یاد نہیں اور اس وقت بھی میں اس بات کا امتیاز نہ کر سکا تھا کہ حضرت نانا جان نے پہلے سفارش کی تھی یا خود ہی سیدنا حضرت اقدس نے اس غلام کو ہمرکابی کی عزت عطا فرمانے کا اظہار فرمایا تھا۔ ایک لمحہ تھا پُرسرور، دقیقہ تھا عزت افزاء اور ثانیہ تھا پُرکیف جو مجھے آج بھی کسی طرح لذت وسرور اور عزت ونشاط کے عالم میں لئے جا رہا ہے۔ قبلہ حضرت نانا جان مغفور رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش کو بھی میرے کان سن رہے ہیں اور

”میاں عبدالرحمن آپ بھی ہمارے ساتھ ہی لاہور چلو“

کی دلکش اور سریلی اور پیاری آواز بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ مگر باوجود اس کے میں فیصلہ نہیں کر سکا کہ حضور پرنور نے میری دلی کیفیت اور قلبی آرزو کا علم پاکر خود ہی مجھے ہمرکابی کے لئے نوازا تھا یا کہ یہ رحمت الٰہی مجھ پر حضرت نانا جان کی سفارش کے نتیجہ میں نازل ہوئی تھی۔ بہرکیف میں قبول کر لیا گیا اور بجائے اور دوستوں کی طرح واپس گھر کو لوٹنے کے اپنے آقا فداہ روحی کے ہمرکاب بٹالہ کے لئے ایک یکہ میں سوار ہو گیا۔ حال میرا یہ تھا کہ تن کے تین پھٹے ٹوٹے کپڑے صرف میرے بدن پر تھے اور بس۔ گھر والوں کو کسی دوست کے ذریعے اطلاع بھیج دی اور اپنی سعادت، خوش نصیبی اور بیدار بختی پر دل ہی دل میں ناز کرتا اور سجدات شکر بجا لاتا ہوا چلا گیا۔ بٹالہ پہنچ کر حضور نے قیام کا ارشاد فرمایا اور سٹیشن کے قریب ہی ایک لب سڑک سرائے میں قیام ہوا، جس کے دروازہ پر ”سرائے مائی اچھرا دیوی منقوش“ ہے۔

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور خاندان کے اراکین علیوال کی نہر پر سیر کے واسطے تشریف لے گئے۔ جہاں سے شام کے قریب واپسی ہوئی۔ بٹالہ یا علیوال کے سرسبز درختوں کا گھنا سایہ دیکھ کر واہ واہ کہتے ہوئے کسی خادمہ کی زبان سے نکلا۔ ”کیسا پیارا منظر اور ٹھنڈی چھاؤں ہے“ حضور نے یہ الفاظ سن کر فرمایا:

”ہمیں تو قادیان کی دھوپ بھی اچھی لگتی ہے“

بٹالہ پہنچ کر بھی ہم لوگوں کا خیال غالب یہی تھا کہ شاید حضور بٹالہ ہی میں چند روز ٹھہر کر قادیان واپس تشریف لے چلیں گے۔ کیونکہ آج شام کی گاڑی سے بھی لاہور جانے کا کوئی انتظام نظر نہ آتا تھا۔ ایک روک یہ پیدا ہوئی کہ گاڑی کے ریزرو ہونے میں بعض مشکلات پیش تھیں۔ چنانچہ یہ دن رات بلکہ دوسرا دن رات بھی بٹالہ کی اسی سرائے میں قیام رہا۔ سیر کے واسطے حضور معہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم تشریف لے جاتے رہے اور رات اسی سرائے میں قیام ہوتا رہا۔ آخر گاڑی کے ریزرو کا فیصلہ ہو گیا اور تیسرے روز صبح کی گاڑی سے حضور نے لاہور کا عزم فرما لیا۔ جہاں دوپہر کے وقت خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان واقع کیلیانوالی سڑک متصل موجودہ اسلامیہ کالج لاہور میں پہنچ کر قیام ہوا۔

ان ایام میں یہ علاقہ قریباً ایک جنگل کی حیثیت میں تھا۔ کچھ باغات تھے۔ اسلامیہ کالج کی موجودہ عمارت بھی ابھی تعمیر نہ ہوئی تھی اور اگرچہ خواجہ صاحب وغیرہ احمدی لوگوں نے ایک وسیع قطعہ اراضی ایک لمبے عرصہ سے ٹھیکہ یا کرایہ پر لے رکھا تھا مگر ابھی تک مکان وہاں صرف دو تین ہی بنے تھے جن میں سے خواجہ صاحب کا مکان اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا مکان لب سڑک واقع تھے۔ جن کے درمیان ایک چھوٹی سی گلی تھی اور یہ دونوں مکان دومنزلہ تھے۔

ابتداءً سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور حضور کے خاندان کے لئے قیام کا انتظام خواجہ صاحب ہی کے مکان میں کیا گیا۔ حضور مکان کے نچلے حصہ میں جو شمالی جانب واقع تھا بود و باش رکھتے رہے اور حضرت مولانا مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ معہ اہل بیت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں۔ باقی ہمرکاب بزرگوں اور خدام کے لئے بھی اِدھر اُدھر انہی مکانات میں انتظام کر دیا گیا۔ نماز کے لئے خواجہ کے مکان کی بالائی منزل کا بڑا دالان مخصوص کر دیا گیا جو حضرت کے دربار اور میل ملاقات کی تقریبوں میں بھی کام آتا تھا۔ درس قرآن کریم کھلے میدان میں ہونے لگا۔

حضرت کی زیارت اور فیض صحبت پانے کی غرض سے آنے والے مہمانوں کی رہائش وآسائش کا انتظام بھی ایک حد تک یہی دونوں اصحاب سمٹ سمٹا کر کر دیا کرتے تھے۔ کم وبیش آخری نصف عرصہ قیام لاہور کے زمانہ کا حضور پُرنور نے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے بالا خانہ میں گزارا اور حضرت مولوی صاحب حضور کی جگہ خواجہ صاحب کے مکان میں جا رہے۔ نمازوں وغیرہ کے انتظامات بدستور اسی حالت میں رہے ۔ البتہ حضور کے نمازوں میں آنے اور جانے کے واسطے درمیانی گلی پر ایک لکڑی کا عارضی پل بنا کر دونوں مکانوں کو ملا دیا گیا۔ اس زمانہ کی ڈائریاں اور تقاریر الحکم اور بدر میں چھپتے رہے ہیں ان کے دہرانے کی گنجائش نہیں۔

قیام لاہور کے زمانہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام قریباً روزانہ سیر کے واسطے خاندان کی بیگمات اور بچوں سمیت تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بلکہ بعض روز تو صبح وشام دو وقتہ سیر فرمایا کرتے تھے ۔ ابتداء میں حضور بھی رتھ میں بیٹھ کر بیگمات کے ساتھ سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ کھلی سڑکوں پر بھی اور شہر کے بازاروں مثلاً مال روڈ اور انار کلی میں بھی حضور سیر کے واسطے چلے جاتے تھے ۔ بازار میں سے گزرتے ہوئے کبھی سواری ٹھہرا کر ہندو حلوائیوں کے ہاں سے کھانے کی چیزیں بھی خرید فرما لیا کرتے تھے اور بیگمات اور بچوں کے علاوہ ہمرکاب خدام کو بھی شریک فرماتے تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضور انارکلی میں سے گزرتے ہوئے کیسری کی دکان پر اکثر ٹھہرا کرتے اور سب کو سوڈا پلوایا کرتے تھے۔ عام اجازت ہوا کرتی تھی جو جس کا جی چاہتا پیتا یعنی لیمن، روز اور آئس کریم یا مائینیل وغیرہ وغیرہ۔ مگر سیدنا حضرت اقدس خود کھاری بوتل بتاشہ ڈال کر پیا کرتے تھے اور یہ عمل کھلے بازار میں کیسری کی دکان کے سامنے سواریاں کھڑی کر کے ہوا کرتا تھا۔ بیگمات بھی رتھ یا فٹن میں تشریف فرما ہوا کرتی تھیں۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 375، مطبوعہ قادیان 2008)

✡✡✡✡

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مومنین کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں

(خطبہ جمعہ 24 مئی 2019)

طالب دعا : پی. ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 2

کے کہ آپ وقت ضائع کریں اور میرے خط کے جواب کا انتظار کریں۔ اگر بعد میں آپ کو میرے خط کا جواب مل جاتا ہے اور میری رائے یا نصیحت اس فیصلے سے مختلف ہو جو (داخلہ) لے چکی ہوں تو پھر فکر نہ کریں۔ مجھے لکھ دیں کہ چونکہ آپ کا جواب مجھے تاخیر سے ملا اور فیصلہ کرنے کے لیے وقت محدود تھا اس لیے مَیں نے فلاں مضمون چن لیا ہے اور اب مَیں فلاں کام کر رہی ہوں۔ تو میں پھر جواباً یہی کہوں گا کہ ٹھیک ہے کوئی بات نہیں آپ اپنا کام جاری رکھیں۔

پی ایچ ڈی کرنے والی ایک شادی شدہ خاتون جن کا ایک بچہ بھی ہے نے سوال کیا کہ اگر کسی شادی شدہ خاتون کو بیرون ملک پڑھنے کا موقع ملے اور اس کا خاوند اس کے ساتھ نہ جا سکے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلی ترجیح یہی ہونی چاہیے کہ بنگلہ دیش میں رہیں کیونکہ اگر آپ کے خاوند آپ کا وہاں جانا پسند نہیں کرتے یا آپ اپنے بچے کو وہاں نہیں لے کر جا سکتیں تو ایسی صورت میں بجائے یہ کہ باہر جائیں بہتر ہے کہ بنگلہ دیش میں رہیں۔

بعد میں اگر موقع ملے تو کسی ترقی یافتہ ملک میں جا کر اپنا علم بڑھا سکتی ہیں لیکن فی الحال اگر آپ کے خاوند اجازت نہیں دیتے اور آپ کا بیرون ملک جانا آپ کی گھریلو زندگی کو disturb کرتا ہے تو بہتر یہی ہے کہ بنگلہ دیش میں رہ کر اپنی تعلیم مکمل کریں۔ عورتوں کی پہلی ترجیح ان کا گھر ہوتا ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ اکثر ہمارے معاشرے میں دیکھا جاتا ہے کہ لڑکیاں شادی کے بعد اپنی پڑھائی جاری نہیں رکھ پاتیں جبکہ ان میں قابلیت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے تو ان حالات میں لڑکیاں اگر کچھ دیر سے شادی کریں تو کیا یہ بات مناسب ہوگی کیونکہ کبھی کبھار دیکھا جاتا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے والے تو کہہ دیتے ہیں کہ شادی کے بعد لڑکی اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتی ہے مگر شادی کے بعد وہ اجازت نہیں دیتے تو اس صورت حال میں کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر اچھا رشتہ مل جائے تو جلدی شادی کر لینی چاہیے اور اگر پڑھائی کی اجازت کو زیادہ پکا کرنا ہے تو لڑکے سے یا خاندان سے یہ bond لکھوا لیں کہ اگر ٹیلنٹ (talent) ہے تو شادی کے بعد پڑھائی کروں گی۔ لیکن صرف اس صورت میں اگر پڑھائی کسی ایسے subject میں کرنی ہے جس کا انسانیت کو کوئی benefit ہے۔ پھر ٹھیک ہے۔ اگر simple ہسٹری میں ایم اے کرنا ہے یا کسی ایسے subject میں ایم اے کرنا ہے جس کی اس لحاظ سے کوئی ایسی value نہیں کہ اس سے انسانیت کو کوئی benefit پہنچ رہا ہو سوائے اس کے کہ ٹیچر بن جانا ہے تو وہ تو کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر کوئی ڈاکٹر یا انجنیئر بن رہا ہے اور میڈیکل یا انجنیئرنگ کورس کرتے ہوئے اس دوران میں کوئی اچھا رشتہ آ جاتا ہے تو پھر بہتر ہے کہ شادی کر لو اور ان سے bond لکھوا لو کہ ہمیں بعد میں پڑھائی کرنے دو گے۔

بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس دوران بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور بچہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کو سنبھال نہیں سکتے۔ اس میں پھر یہ ہے کہ تھوڑا سا بریک (break) لے لیں اور بریک کے بعد پھر اپنا یونیورسٹی یا کالج continue کر لیں۔ یہاں یورپ میں تو اس طرح ہو جاتا ہے۔ بنگلہ دیش میں پتا نہیں اس طرح ہوتا ہے یا نہیں کہ بعد میں اپنی سٹڈیز continue کر سکتے ہو۔

پہلی preference گھر ہے۔ اگر کسی خاص پروفیشن میں جانا ہے جس کا انسانیت کو کوئی benefit ہے تو پھر ٹھیک ہے اپنی سٹڈی continue کرو نہیں تو گھر کو سنبھالو یہ زیادہ بہتر ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ وہ لڑکیاں جن کے خاوند واقفین زندگی ہیں ان کو کن مضامین میں پڑھائی کرنی چاہیے اور کس قسم کا پیشہ چننا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کسی کے اوپر زبردستی تو امپوز (impose) نہیں کیا جا سکتا کہ تم نے ضرور یہ پڑھائی کرنی ہے۔ جس subject میں بھی انٹرسٹ ہے اس میں پڑھائی کریں۔ ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر خاوند واقف زندگی ہے، مبلغ اور مربی ہے تو اس کے ساتھ مربی اور مبلغ کی بیوی کو بھی دینی علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ بچوں کی صحیح تربیت بھی ہو اور ان کے لیے دعا بھی ہو۔ پھر قرآن شریف باقاعدہ پڑھنا چاہیے۔ اس کا ترجمہ پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر دینی علم سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر اعلیٰ اخلاق ہونے چاہئیں تاکہ اگر مربی کی بیوی ہے تو وہ جماعت کے ممبران کی تربیت کر سکے۔ اگر واقف زندگی کسی اور پیشہ میں ہے تو تب بھی دینی علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اعلیٰ اخلاق ہونے چاہئیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ پہلے صحیح احمدی مسلمان بنو اور اس کے لیے اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، باقاعدہ قرآن کریم کی تلاوت کرو، اس کا ترجمہ سیکھو۔ پھر دینی علم سیکھو اور بچوں کی صحیح طرح تربیت کرو۔ آپ اچھے اخلاق دکھاؤ اور لوگوں کو اپنے اچھے اخلاق سے متاثر کرو۔ احمدیوں کو بھی اور غیروں کو بھی۔ تو یہ ایک واقف زندگی کی بیوی کا اصول ہے۔ ایک اچھی احمدی عورت کا اصول ہے۔ بس پہلی چیز تو یہی ہے۔ باقی کیریئر بنانے کا اگر موقع ملتا ہے تو بنا لو۔ اگر نہیں ملتا تو سب سے بڑی چیز گھر ہے وہاں رہ کر اپنے بچوں کو سنبھالو اور ان کی اعلیٰ تربیت کرو تاکہ ان کو اچھا احمدی مسلمان اور اچھا شہری بناؤ۔

اردو زبان اور ادب کی تعلیم حاصل کرنے والی ایک طالبہ نے سوال کیا کہ وہ اپنی مصروفیات اور یونیورسٹی کے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازیں وقت پر ادا نہیں کر پاتیں اور مغرب کے ساتھ ملا کر ادا کرتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وہ ظہر کا وقت شروع ہوتے ہی دس پندرہ منٹ کا وقفہ لے کر ظہر اور عصر کی نماز ادا کیا کریں اور مغرب اور عشاء کی نمازیں گھر جا کر پڑھیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یونیورسٹی کے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے ظہر عصر کی نمازوں کو مغرب کی نماز کے ساتھ ادا کرنا مناسب نہیں۔

فزکس کی تعلیم حاصل کرنے والی ایک طالبہ نے سوال کیا کہ بسا اوقات کوئی مضمون انسان کا کیریئر (career) بنانے میں تو مفید ہو سکتا ہے لیکن جماعت کے لیے وہ مضمون مفید نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

حضور انور کے استفسار فرمانے پر موصوفہ نے بتایا کہ وہ تعلیم مکمل کر کے ٹیچنگ کے شعبے میں جانا چاہتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ ٹیچر بنیں تو یہ جماعت کے لیے بہت مفید ہوگا۔ اگر آپ ایک مسلمان عورت کا حقیقی نمونہ دکھانے والی ہوں گی تو دیگر سٹاف ممبران اور آپ کے طلبہ کو معلوم ہوگا کہ یہ خاتون اسلام کی تعلیمات کا حقیقی اظہار کرنے والی ہے، اس کے ساتھ ایک اچھی استاد بھی ہے، اعلیٰ اخلاق کی مالک ہے، دینی علم بھی رکھتی ہے اور وقت پر نماز ادا کرتی ہے۔ اس ذریعہ سے پھر تبلیغ کے نئے راستے کھلیں گے اور جماعت کا تعارف بھی مزید بڑھے گا۔ اس لیے ہر مضمون ہی جماعت کے لیے مفید ہے۔ یہ نہ خیال کریں کہ فزکس کا مضمون جماعت کے لیے مفید نہیں۔ انسان اپنے مضمون کو خود مفید یا غیر مفید بناتا ہے۔

حضور انور نے اس طالبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بیچلرز مکمل کرنے کے بعد MSc کریں اور اگر ممکن ہو تو اس کے بعد PhD کریں۔ لیکن ساتھ یہ بھی یاد رکھیں، جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ اگر مناسب رشتہ مل جائے تو آپ کی پہلی ترجیح یہی ہونی چاہیے کہ شادی کریں اور اپنے خاوند اور بچوں کو سنبھالیں۔ اگر آپ کا خاوند پڑھائی جاری رکھنے یا یونیورسٹی یا کسی بھی فیلڈ میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے تو آپ ایسا کر سکتی ہیں۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کو اسلام کی تعلیمات کا حقیقی نمونہ دکھانا چاہیے جو کہ ایک احمدی خاتون اور لڑکی کا اصل کردار ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ میری حاملہ بہن کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ رسمی کارروائیوں میں تاخیر کی وجہ سے آخرکار اسے آئی سی یو میں منتقل کر دیا گیا۔ افسوس کہ ان کارروائیوں کی وجہ سے اس کا حمل ضائع ہو گیا۔ بطور ایک احمدی ہمیں طبی پیشہ میں اخلاقیات یا قانون میں سے کس کو ترجیح دینی چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو انسان کی جان بچانا ہے نہ کہ رسمی کارروائیاں۔ رسمی کارروائیاں تو بعد میں بھی کی جا سکتی ہیں۔ پہلی ترجیح انسان کی جان بچانا ہونی چاہیے۔ یہی اخلاقیات ہیں اور یہی ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے اور یہی ایک ڈاکٹر کی طرف سے حقیقی کارروائی ہے جیسا میں نے کہا کہ اسے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ پہلی ترجیح اخلاق ہے۔ پیشہ ورانہ اخلاقیات پہلی ترجیح ہے۔ دونوں تقاضا کرتے ہیں کہ مریض کے علاج کو ترجیح دی جائے نہ کہ داخلہ کی رسمی کارروائیوں کو مکمل کرنے میں وقت لگایا جائے۔ یہ غلط ہے۔ ایسے ڈاکٹرز جو رسمی کارروائیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اپنے مریضوں کی فوری دیکھ بھال نہیں کرتے اپنے مریضوں سے ہمدردی نہیں کرتے وہ ڈاکٹر نہیں وہ قصائی ہیں۔ اس لیے انہوں نے جو بھی کیا غلط کیا۔ ڈاکٹر کی پہلی ترجیح انسانی جان کی قدر ہونی چاہیے نہ کہ انتظامیہ کی رسمی کارروائیاں۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے تمام شاملین کو فرمایا کہ اللہ حافظ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 10 مارچ 2023ء)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
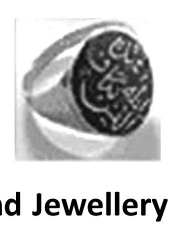
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

شادی کے موقعہ پر جہیز کا مطالبہ

’’لیکن اس میں بعض دفعہ ایسی غیر معقول باتیں کرتے ہیں اور ایسی لغو شرطیں لگاتے ہیں کہ حیرت آتی ہے مثلاً بعض لوگ جہیز کی شرطیں لگاتے ہیں ۔اتنا سامان ہو تو ہم شادی کریں گے ۔یہ سب لغو ہے ۔میں متواتر سالہا سال سے جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ ان کی اصلاح کی جائے ۔اگر جماعت کے لوگ اس طرف توجہ کریں تو بہت جلد اصلاح ہو سکتی ہے ۔اگر وہ عہد کر لیں کہ ہر ایسی شادی جس میں فریقین میں سے کسی کی طرف سے بھی سرطین عائد کی گئی ہوں تو ہم اس میں شریک نہ ہوں گے تو دیکھ لو تھوڑے ہی عرصہ میں وہ لوگ ندامت محسوس کرنے لگیں گے اور ان شنیع حرکات سے باز آ جائیں گے ۔بھلا اس سے زیادہ اور کیا ذلیل کن بات ہو سکتی ہے کہ لڑکیوں کے چارپایوں کی طرح سودے کئے جائیں اور منڈی میں رکھ کر ان کی قیمت بڑھائی جائے ۔پس ہماری جماعت کو ایسی شنیع حرکات سے بچنا چاہئے اور عہد کرنا چاہئے کہ ایسی شادی میں کبھی شامل نہ ہونگے خواہ وہ سگے بھائی بہن کی ہو۔‘‘ (الفضل 18/اپریل 1947ء)

اعلان برائے اسامی نرس/OTA میل نرس/ فارماسسٹ
نور ہسپتال قادیان

تعلیمی قابلیت برائے نرس/OTA میل نرس:

(1) اُمیدوار نے 2+ 10 (فزکس ،کیمسٹری، بایولوجی)کے بعد کم ازکم OTA/B.Sc Nursing/GNM کا کورس کیا ہو۔
(2) پنجاب نرسز رجسٹریشن کاؤنسل کا رجسٹریشن رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔(عدم رجسٹریشن کی صورت میں چھ ماہ کے اندر منتقلی رجسٹریشن کا Affidavit منسلک کرنا ہوگا)
(3) ڈاکٹری ہدایات پڑھنے کی صلاحیت ہو۔
(4) کسی معروف ہسپتال کا کم ازکم 02 سالہ تجربہ ہو۔
(5) اُمیدوار کی عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔حالات کے پیش نظر استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے۔
(6) گریڈ۔17372-318-14828-271-11576-223-9792
(7) اُمیدوار صحت مند ہو۔دینی واخلاقی حالت اچھی ہو۔مہذب ہو،مریضوں وساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔

تعلیمی قابلیت برائے فارماسسٹ:

(1) اُمیدوار نے 2+ 10 (فزکس ،کیمسٹری ،بایولوجی) کے بعد کسی رجسٹرڈ سرکاری ادارہ سے کم ازکم B.Pharmacy/D.Pharmacy کیا ہو۔
(2) فارمیسی کاؤنسل آف پنجاب کا رجسٹریشن رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔(عدم رجسٹریشن کی صورت میں چھ ماہ کے اندر منتقلی رجسٹریشن کا Affidavit منسلک کرنا ہوگا)
(3) ڈاکٹری ہدایات پڑھنے کی صلاحیت ہو۔
(4) کسی معروف ہسپتال کا کم ازکم 02 سالہ تجربہ ہو۔
(5) اُمیدوار کی عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔حالات کے پیش نظر استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے۔
(6) گریڈ۔22843-506-18795-443-13479-302-11063
(7) اُمیدوار صحت مند ہو۔دینی واخلاقی حالت اچھی ہو۔مہذب ہو،مریضوں وساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔

ضروری ہدایات:

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔
(2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/ مقامی امیر/صدر جماعت/مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔
(3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔
(4) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔
(5) سفر خرچ قادیان آمد ورفت اور میڈیکل کے تمام اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔
(6) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ: 143516

موبائل: 9682587713,9888232530,9682627592 دفتر: 01872-501130

Email: diwan@qadian.in

بقیہ وصایا از صفحہ نمبر 19

مسل نمبر 12100: میں چراغ بیوی ایم زوجہ مکرم محمد سلطان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 15 دسمبر 1987ء پیدائشی احمدی ساکن فرسٹ مین روڈ یو آئی کالونی کوڈمبکم چنئی بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 1 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: جین 24 گرام،نیکلس 16 گرام، ایک سٹڈ 6 گرام، ایک انگوٹھی 2 گرام(تمام زیورات 22 کیریٹ)حق مہر-/20,000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ساتھک احمد　　الامۃ : چراغ بیوی ایم　　گواہ : وائی ظفر اللہ احمد

تحریک جدید کے 91ویں سال کا پرشوکت اعلان

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 8 نومبر 2024ء کو بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یو کے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے 91ویں سال کے آغاز کا بابرکت اعلان فرمایا ہے۔

خلفاء کرام کی طرف سے جاری ہونے والی تمام طوعی تحریکات میں تحریک جدید کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسے بانیٔ تحریک جدید سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ’’جہاد کبیر‘‘ اور اس جہاد میں حصہ لینے والوں کو بدری صحابہ کے ثواب کا مستحق قرار دیا ہے۔نیز اس کی ادائیگی کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’میں نے اس چندہ کو لازمی کر دیا ہے۔جماعت کے ہر مرد اور عورت پر فرض ہے کہ اس میں حصہ لے‘‘

(روزنامہ الفضل 5 نومبر 1963ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کیلئے مالی قربانی کے معیار کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’اگر کوئی شخص ایک ماہ کی آمد کا نصف دیتا ہے، مثلاً اس کی ایک سو روپئے آمد ہے تو وہ پچاس روپئے لکھوادے تو سمجھا جائے گا کہ اس نے اچھی قربانی کی ہے۔اور اگر وہ ایک ماہ کی پوری آمد یعنی سو کی سو لکھا دیتا ہے تو ہم سمجھیں گے اس نے تکلیف اُٹھا کر قربانی کی ہے۔‘‘(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 دسمبر 1953)

پس آج دنیا بھر کی جماعتیں تحریک جدید کے مالی جہاد میں ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کر رہی ہیں۔سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 نومبر 2024ء میں دنیا بھر کے ممالک کا عالمی موازنہ جو پیش کیا ہے اس میں ہندوستان نے چھٹی پوزیشن حاصل کی ہے۔الحمد للہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال نو کے وعدہ و وصولی کے لئے جماعت احمدیہ بھارت کو نیا ٹارگٹ مرحمت فرمایا ہے۔جسے پورا کرنا ہندوستان کی جماعتوں کی اولین ذمہ داری ہے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 3 نومبر 2023ء میں فرمایا تھا کہ:

’’ان ابتدائی قربانی کرنے والوں کی نسلوں کو آج بھی اپنے آباء واجداد کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے جہاں خود اور اپنی نسلوں کو ان قربانیوں کے تسلسل کو جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں اپنے پر جو فضل ہوئے ہیں اس پر خود بھی زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہیئے۔‘‘

احباب کی خدمت میں تحدیث نعمت کے طور پر تحریک جدید کے جہاد کبیر میں اپنے سالانہ وعدوں میں کم از کم 10% اضافہ کرنے کی دردمندانہ درخواست ہے۔یہ قربانی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق یقیناً آپ اور آپ کی اولاد کے حق میں صدقہ جاریہ کے ثواب کی حامل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ سب کو حضور انور کی توقعات پر پورا اُترنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجہ میں آپ کو بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائے۔آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12095: میں سلطان الہ دین ولد مکرم جمال محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ موبائل ریپئرنگ تاریخ پیدائش 17 جنوری 1991 تاریخ بیعت 2019ء ساکن 1493/C3 Darma Sastha Avenue 7th street تروپور صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 ستمبر 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/25,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : محمد یوسف العبد : سلطان الہ دین گواہ : عبل حسن عابد

مسل نمبر 12096: میں طاہرہ این زوجہ مکرم بی نزیک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 15 جون 1971ء تاریخ بیعت 2013ء ساکن : پنجاری سٹریٹ walajapet بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار -/5,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : جیلانی باشا الامۃ : این طاہرہ گواہ : ایس عبدالرحمٰن

مسل نمبر 12097: میں ایم نوشاد ولد مکرم کے ایم ماجد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ بے روزگار تاریخ پیدائش 20 جون 1981 تاریخ بیعت 2000ء ساکن میلا جنکشن کاڈایال کنیا کماری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ خاکسار اور خاکسار کے بھائی دونوں کا مشترکہ مکان ہے جسکا سروے نمبر 646 ہے جو 2.5 سینٹ کا ہے۔ اس میں خاکسار کا حصہ کرٹ مارکٹ ریٹ کے حساب سے چار لاکھ بنتا ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار AID-/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احمد کبیر العبد : ایم نوشاد گواہ : ایم مزمل

مسل نمبر 12098: میں شاہدہ زوجہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 26 نومبر 1982ء پیدائشی احمدی ساکن Vetrilaikara سٹریٹ پانی پت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک سٹڈ 6 گرام 24 کیریٹ، ایک سٹڈ 3 گرام 24 کیریٹ، ایک انگوٹھی 2 گرام 24 کیریٹ۔ حق مہر -/10,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایس عبدالرحمٰن الامۃ : شاہدہ گواہ : ایس جیلانی باشا

مسل نمبر 12099: میں عبدالرحمٰن ولد مکرم سلطان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ لیبر تاریخ پیدائش 29 جنوری 1973 تاریخ بیعت 1993 ساکن : vetrilai kara street رانی پت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایس جیلانی باشا العبد : ایس عبدالرحمٰن گواہ : وائی ظفر اللہ احمد

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

QUALIFICATION FOR NURSE/ OTA MALE NURSE

1 . Candidate must have completed at least OTA/B.Sc. Nursing/GNM course after 10+2 (With subjects Physics, Chemistry and Biology).

2 . He/She must have registered with Punjab Nurses Registration Council. (In case of non-registration, attach affidavit of transfer registration within six months).

3. He/She must have ability to read medical instructions.

4. Minimum 02 years' experience in a reputed hospital is needed.

5. The age of the candidate should not be more than 30 years. An exception may be considered according to the circumstances.

6. Grade: 9792-223-11576-271-14828-318-17372

7. Candidate must be healthy, good in religious and moral condition, polite. He/ She must have a caring attitude towards patients and co-workers.

QUALIFICATION FOR PHARMACIST

1. Candidates must have completed at least B. Pharmacy/ D. Pharmacy from a registered government institution after 10+2 (With subjects Physics, Chemistry and Biology).

2. He/She must have registered with Pharmacy Council of Punjab. (In case of non-registration, attach affidavit of transfer registration within six months).

3. He/She must have ability to read medical instructions.

4. Minimum 02 years' experience in a reputed hospital is needed.

5. The age of the candidate should not be more than 30 years. An exception may be considered according to the circumstances.

6. Grade: 11063-302-13479-443-18795-506-22843

7. Candidate must be healthy, good in religious and moral condition, polite. He/She must have a caring attitude towards patients and co-workers.

ESSENTIAL INSTRUCTIONS:

1 . Applications received within 2 months after the last announcement published in The Weekly Badr will be considered.

2. Interested candidates should send their applications on the printed form with the attested signature and seal of their Zilla Amir/ Local Amir/ Sadr Jama'at/ Mubaligh In-Charge.

3. In case of success in the interview, the candidate will have to undergo a medical examination from Noor Hospital Qadian and only those candidates will be eligible for service that are fit and healthy as per the report of Noor Hospital Medical Board.

4. In case of selection, the candidate will have to arrange his own accommodation in Qadian.

5 . All travel and medical expenses will be borne by the candidate.

6. At the time of interview it is necessary for candidates to bring their original educational certificates with them.

Note: The date of interview will be intimated to the candidates later.

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 05 - December - 2024 Issue. 49

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

صلح حدیبیہ کے حالات وواقعات اور بیعت رضوان کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 رنومبر 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صلح حدیبیہ کے واقعہ کا ذکر ہورہا ہے۔ اِس کی مزید تفصیل بیان کروں گا۔

اِس موقع پر صحابہؓ کی پہرہ پر ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو رات کے وقت پہرے کا حکم دیا ہوا تھا، روزانہ تین آدمی باری باری پہرہ دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں میں سے چند آدمی رسول اللہؐ کی اجازت کے ساتھ مکّہ میں داخل ہوئے تھے، یہ حضرت عثمانؓ کی امان میں مکّہ میں داخل ہوئے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چھپ کر داخل ہوئے تھے۔

جب اِن مسلمانوں کی خبر قریش کو ہوئی تو اِن کو پکڑ لیا گیا اور قریش کو اپنے ساتھیوں کی گرفتاری کی خبر بھی مل گئی تھی، جن کو حضرت محمد بن مَسْلَمہؓ نے روک لیا تھا، تو قریش کا ایک اور مسلح دستہ نبی کریمؐ اور آپؐ کے اصحابؓ کی طرف آیا اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ وہ تیر اور پتھر پھینکنے لگے، مشرکین کے بارہ شَہ سواروں کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا اور مسلمانوں میں سے حضرت ابنِ زُنَیمؓ شہید ہو گئے، قریش نے اُن کو تیر مار کر قتل کر دیا تھا۔

پھر قریش نے ایک جماعت آنحضرتؐ کے پاس بھیجی، جن میں سُہَیل بن عَمرو بھی تھا، آنحضرتؐ نے جیسے ہی دُور سے اُس کو دیکھا تو صحابہؓ سے فرمایا کہ سُہَیل کے ذریعہ تمہارا معاملہ سہل یعنی آسان ہو گیا۔ اُس نے رسول اللہؐ کے پاس پہنچ کر کہا کہ آپؐ کے ساتھیوں یعنی حضرت عثمانؓ اور دوسرے دس صحابہؓ کو قید کرنے اور ہمارے کچھ لوگوں کے آپؐ سے مقابلہ کرنے کا جو معاملہ ہے، اِس میں ہمارا کوئی ذِی رائے آدمی شریک نہیں ہے، ہمیں جب اِس بات کا پتا چلا تو ہمیں بہت ناگواری ہوئی، ہمیں اِس بارے میں کچھ خبر نہیں ہے۔ وہ ہم میں سے اوباش لوگوں کا کام تھا، اِس لیے ہمارے جو آدمی آپؐ نے دونوں مرتبہ پکڑے ہیں، اُنہیں ہمارے پاس واپس بھیج دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں اُن کو اُس وقت تک نہیں بھیجوں گا، جب تک تم میرے ساتھیوں کو نہیں چھوڑو گے۔ اِس پر اُن سب لوگوں نے کہا کہ اچھا ہم اُنہیں چھوڑ دیتے ہیں، جس پر قریش نے حضرت عثمانؓ اور باقی دس صحابہؓ کو واپس بھیج دیا، اُس وقت آنحضرتؐ نے بھی اُن کے آدمیوں کو چھوڑ دیا۔

حضور انور نے فرمایا: گذشتہ خطبہ میں بھی بتا چکا ہوں کہ حضرت عثمانؓ کو کافروں نے پکڑ لیا تھا اور جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی تو آپؐ نے صحابہؓ سے ایک بیعت لی تھی جسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ جب قریش کو حدیبیہ کی اِس بیعت کا حال معلوم ہوا تو وہ لوگ بہت خوفزدہ ہوئے اور اُن کے ذِی رائے لوگوں نے مشورہ دیا کہ صلح کرنا مناسب ہو گی، یہ کہا جائے کہ اِس سال آپ واپس لَوٹ جائیں اور آئندہ سال آ کر تین روز مکّہ میں ٹھہر سکتے ہیں مگر آپکے ساتھ صرف جو ایک سوار کے ضروری ہتھیار ہوتے ہیں یعنی میانوں میں پڑی تلوار اور کمانیں ہوں۔

صلح حدیبیہ کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ سُہَیل آیا اور آتے ہی آنحضرتؐ سے کہنے لگا کہ ہم معاہدے کے لیے تیار ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا! ہم بھی تیار ہیں اور اِس ارشاد کے ساتھ ہی آپؐ نے اپنے سیکرٹری حضرت علیؓ کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو! اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے شروع کیا۔ سُہَیل صُلح کے لیے تو تیار تھا، مگر قریش کے حقوق کی حفاظت اور اہلِ مکّہ کے اکرام کے لیے بھی بہت چوکس رہنا چاہتا تھا، فوراً بولا کہ یہ رحمٰن کا لفظ کیسا ہے؟ ہم اُسے نہیں جانتے، جس طرح عرب لوگ ہمیشہ سے لکھتے آئے ہیں، اِس طرح لکھو یعنی بِاسۡمِكَ اَللّٰهُمَّ۔ دوسری طرف مسلمانوں کے لیے بھی قومی عزت اور مذہبی غیرت کا سوال تھا، وہ بھی اِس تبدیلی پر فوراً چونک پڑے اور کہنے لگے کہ ہم تو ضرور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہی لکھیں گے۔ مگر آنحضرتؐ نے یہ کہہ کر مسلمانوں کو خاموش کرا دیا کہ نہیں، اِس میں کوئی ہرج نہیں، جس طرح سُہَیل کہتا ہے اِسی طرح لکھ لو۔ اِسکے بعد آپؐ نے فرمایا کہ لکھو کہ یہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا ہے، سُہَیل نے پھر ٹوکا کہ یہ 'رسول اللہ' کا لفظ ہم نہیں لکھنے دیں گے۔ اگر ہم یہ بات مان لیں کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں تو پھر تو یہ سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے اور ہمیں آپؐ کو روکنے اور آپؐ کا مقابلہ کرنے کا کوئی حق نہیں رہتا۔ بس جس طرح ہمارے ہاں طریق ہے صرف یہ الفاظ لکھو کہ محمد بن عبداللہ نے یہ معاہدہ کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آپؐ لوگ مانیں یا نہ مانیں، مَیں خدا کا رسول تو ہوں، مگر چونکہ مَیں محمد بن عبداللہ بھی ہوں، اِس لیے چلو یونہی سہی۔

مگر اِس اثنا میں آپؐ کے کاتب حضرت علیؓ تحریر میں محمد رسول اللہ کے الفاظ لکھ چکے تھے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ الفاظ مٹا دو اور اُن کی جگہ محمد بن عبداللہ کے الفاظ لکھ دو۔ مگر اُس وقت جوش کا عالَم تھا، آپؓ نے غیرت میں آ کر عرض کیا، یا رسول اللہؐ! مَیں تو آپؐ کے نام کے ساتھ سے رسول اللہ کے الفاظ کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ آپؐ نے اُن کی اَز خود رفتہ حالت کو دیکھ کر فرمایا کہ اچھا! تم نہیں مٹاتے تو مجھے دو، مَیں خود مٹا دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے معاہدہ کا کاغذ یا جو کچھ بھی وہ تھا، ہاتھ میں لے کر، آپؓ سے اِن الفاظ کی جگہ پوچھ کر رسول اللہ کے الفاظ اپنے ہاتھ سے کاٹ دیے اور اُن کی جگہ ابنِ عبداللہ کے الفاظ لکھ دیے۔

اِس موقع پر حضرت عمرؓ کے جوش و خروش کا بھی ذکر ملتا ہے۔ لکھا ہے کہ مسلمانوں نے اِن شرائط کو ناپسند کیا اور غضبناک ہو گئے۔ سُہَیل نے اِن شرائط کے علاوہ صلح سے انکار کر دیا۔ جب اُنہوں نے صلح طے کر لی تو صرف لکھنا باقی تھا کہ عمر بن خطابؓ رسول اللہؐ کی طرف آئے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ! کیا ہم حق اور وہ کافر باطل پر نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! تو اُنہوں نے کہا کہ کیا ہمارے مقتول جنّت اور اِن کے آگ میں نہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم حدیبیہ کے دن جو صلح کر رہے ہیں تو اپنے دین سے متعلق ایسی ذلّت کیوں برداشت کریں؟ کیا ہم یہاں سے یونہی لَوٹ جائیں، یہاں تک کہ اللہ اِن کے اور ہمارے درمیان فیصلہ نہ کر دے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مَیں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں اور مَیں اُس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔

تو آپؓ نے کہا کہ کیا آپؐ نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہم بیت اللہ میں عنقریب آئیں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیوں نہیں، کیا مَیں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ تم اِس سال آؤ گے؟ آپؓ نے کہا کہ نہیں، تو پھر فرمایا کہ بے شک تم بیت اللہ آؤ گے اور اِس کا طواف کرو گے۔

پھر آپؓ غصّہ کی حالت میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور صبر نہیں کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کی جانے والی باتیں دُہرائیں تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو نصیحت فرمائی کہ تُو اپنے آپ کو آنحضرتؐ کی اطاعت کے ساتھ مَرتے دَم تک منسلک رکھ۔ اللہ کی قسم! وہ حق پر ہیں۔

صحابہؓ کے اضطراب کا بھی ذکر ملتا ہے، جب آپؐ اِس قضیّہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ اُٹھو! اپنے اونٹوں کو ذبح کرو، پھر سر منڈواؤ۔ تو اِن میں سے ایک بھی کھڑا نہ ہوا، یہاں تک کہ آپؐ نے یہی بات تین دفعہ کہی۔ آنحضرتؐ کو اِس کا صدمہ ہوا، آپؐ خاموش ہو کر اپنے خیمہ کے اندر تشریف لے گئے، اندرونِ خیمہ آپؐ کی حرم محترم حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا، جو ایک نہایت زیرک خاتون تھیں، یہ نظارہ دیکھ رہی تھیں۔ اُنہوں نے اپنے مؤقّر اور محبوب خاوند کو فکرمند حالت میں اندر آتے دیکھا اور آپؐ کے منہ سے آپؐ کی فکر و تشویش معلوم کی تو ہمدردی اور محبّت کے انداز میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ رنج نہ فرمائیں، آپؐ کے صحابہؓ خدا کے فضل سے نافرمان نہیں، مگر اِس صلح کی شرائط نے اُنہیں غم سے دیوانہ بنا رکھا ہے۔ پس میرا مشورہ یہ ہے کہ آپؐ اُن سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ خاموشی کے ساتھ باہر جا کر اپنی قربانی کے جانور کو ذبح فرما دیں اور اپنے سر کے بالوں کو منڈوا دیں، پھر آپؐ کے صحابہؓ خودبخود آپؐ کے پیچھے ہو لیں گے۔ آنحضرتؐ کو آپؓ کی تجویز پسند آئی اور آپؐ نے اِس پر عمل کیا۔

جب صحابہؓ نے یہ منظر دیکھا تو وہ چونک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیوانہ وار اپنے جانوروں کو ذبح کرنا شروع کر دیا اور ایک دوسرے کے سر کے بال مونڈنے لگے مگر غمّ نے اِس قدر بے چین کر رکھا تھا کہ راوی بیان کرتا ہے کہ اُس وقت ایسا عالَم تھا کہ ڈر تھا کہ مسلمان کہیں ایک دوسرے کے بال مونڈتے مونڈتے ایک دوسرے کا گلا ہی نہ کاٹ دیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہؐ حدیبیہ میں اُنیس دن مقیم رہے اور کہا جاتا ہے کہ بیس راتیں قیام کیا۔ جب آپؐ واپسی سفر میں عُسفان کے قریب کُرَاعُ الْغَمِیۡم میں پہنچے اور یہ رات کا وقت تھا تو اعلان کرا کے صحابہؓ کو جمع کروایا اور فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک سورت (سورۃ فتح) نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

جب آپؐ نے یہ آیات (سورۃ فتح کی دو سے چار اور اَٹھائیسویں آیت) صحابہؓ کو سنائیں تو چونکہ بعض صحابہؓ کے دل میں ابھی تک صلح حدیبیہ کی تلخی باقی تھی وہ حیران ہوئے کہ ہم تو بظاہر ناکام ہو کر واپس جا رہے ہیں اور خدا ہمیں فتح کی مبارک باد دے رہا ہے حتّٰی کہ بعض جلد باز صحابہؓ نے اِس قسم کے الفاظ بھی کہے کہ کیا یہ فتح ہے کہ ہم طواف بیت اللہ سے محروم ہو کر واپس جا رہے ہیں؟ آنحضرتؐ تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ایک مختصر سی تقریر میں جوش کے ساتھ فرمایا کہ یہ بہت بیہودہ اعتراض ہے کیونکہ غور کیا جائے تو واقعی حدیبیہ کی صلح ہمارے لیے ایک بڑی بھاری فتح ہے۔

قریش جو ہمارے خلاف میدان جنگ میں اُترے ہوئے تھے، اُنہوں نے خود جنگ کو ترک کر کے امن کا معاہدہ کر لیا ہے اور آئندہ سال ہمارے لیے مکہ کے دروازے کھول دینے کا وعدہ کیا ہے اور ہم امن و سلامتی کے ساتھ اہلِ مکہ کی فتنہ انگیزیوں سے محفوظ ہو کر اور آئندہ فتوحات کی خوشبو پاتے ہوئے واپس جا رہے ہیں۔ پس یقیناً یہ ایک عظیم الشان فتح ہے۔ کیا تم لوگ اِن نظاروں کو بھول گئے کہ یہی قریش اُحد اور احزاب کی جنگوں میں کس طرح تمہارے خلاف چڑھائیاں کر کر کے آئے تھے اور یہ زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی تھی اور تمہاری آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آتے تھے مگر آج یہی قریش تمہارے ساتھ امن و امان کا معاہدہ کر رہے ہیں۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم سمجھ گئے، ہم سمجھ گئے۔ جہاں تک آپؐ کی نظر پہنچی ہے وہاں تک ہماری نظر نہیں پہنچتی، مگر اب ہم نے سمجھ لیا ہے کہ واقعی یہ معاہدہ ہمارے لیے ایک بھاری فتح ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے قصّے کو خدا تعالیٰ نے فتح مبین کے نام سے موسوم کیا ہے اور فرمایا کہ اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا۔ وہ فتح اکثر صحابہؓ پر بھی مخفی تھی بلکہ بعض منافقین کے ارتداد کا موجب ہوئی مگر دراصل وہ فتح مبین تھی، گو اِس کے مقدمات نظری اور عمیق تھے۔

آخر پر حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ باقی ان شاء اللہ آئندہ۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad